www.KitaboSunnat.com

''اے نبی! ہم نے تمھارے لیے حلال کر دیں تمھاری وہ بیویاں جن کے مہر تم نے ادا کیے ہیں اور وہ عورتیں جو اللہ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے تمھاری ملکیت میں آئیں اور تمھاری وہ چچا زاد اور پھوپھی زاد اور ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں جنھوں نے تمھارے ساتھ ہجرت کی ہے، اور وہ مؤمنہ عورت جس نے اپنے آپ کو نبی (ﷺ) کے لیے ہبہ کیا ہو، اگر نبی اسے نکاح میں لینا چاہے یہ رعایت خالصتاً تمھارے لیے ہے۔ دوسرے مؤمنوں کے لیے نہیں ہے۔ ہم کو معلوم ہے کہ عام مؤمنوں پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں ہم نے کیا حدود عائد کیے ہیں۔ (تمھیں ان حدود سے ہم نے اس لیے مستثنیٰ کیا ہے) تاکہ تمھارے اوپر کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ غفور و رحیم ہے۔'' [1]

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور مبارک شادی

عمرۃ القضا کے موقع پر مہاجر مسلمان مکہ کے راستوں میں شاداں و فرحاں آ جا رہے تھے، سب کے چہرے خوشی سے چمک دمک رہے تھے، مکہ کے بعض گھروں پر خاموشی چھائی ہوئی تھی، مسلمان ان گھروں پر طائرانہ نگاہ ڈال رہے تھے لیکن ان کے دل خوش تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول کی محبت سے آباد کر رکھا تھا۔ مدینہ منورہ میں مہاجر مسلمان اپنے دلوں میں وادی ام القریٰ مکہ معظمہ کی زیارت کا شوق لیے ہوئے تھے، ان کی دلی خواہش یہ تھی کہ وہ مکے کی طرف لوٹیں اپنے رشتہ داروں سے ملیں آب زمزم سے سیراب ہوں اور نبی کریم ﷺ کی صحبت میں بیت اللہ کا طواف کریں۔

رسول اللہ ﷺ مکہ میں تین دن رہے جب چوتھے دن کی صبح ہوئی تو حویطب بن عبدالعزیٰ (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا بعد میں اس نے اسلام قبول کر لیا تھا، اس کے ساتھ مشرکین قریش بھی تھے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: طے شدہ مدت ختم ہو چکی ہے۔ تین دن گزر چکے ہیں اور عمرہ القضاء بھی ادا ہو چکا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمھاری طرف سے اجازت ہو تو میں ولیمہ کا یہیں انتظام کر لوں اور تم بھی کھانے میں شرکت کرنا۔ انھوں نے کہا: ہمیں آپ کے کھانے سے کوئی غرض

---

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۱۳۷)، الاستیعاب (۴/ ۳۹۳)، السیرۃ النبویۃ (۴/ ۶۴۶)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۴۲، ۲۴۳)، تفسیر القرطبی (۱۴/ ۲۰۵، ۲۱۴)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بس آپ یہاں سے چلے جائیں۔ نبی کریم ﷺ صحابہ کو لے کر چل پڑے اور وادی ابطح میں پڑاؤ کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے نکلے تو آپ نے اپنے غلام ابورافع رضی اللہ عنہ کو وہاں چھوڑ دیا تھا تا کہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو ہمراہ لے کر آئے۔ ابورافع رضی اللہ عنہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو لے کر مقام سرف میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اس جگہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک خیمہ لگا دیا گیا جس میں آپ نے قیام کیا۔ اس دن رسول اللہ ﷺ نے اپنی نئی بیوی کا نام برہ سے بدل کر میمونہ رکھا۔ یہ شادی اس لحاظ سے مبارک ثابت ہوئی کہ سات سال بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دوبارہ مکہ معظمہ آنے کا موقع دیا۔ اسی اعتبار سے رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیوی کا نام میمونہ (برکت والی) رکھا۔

رسول اللہ ﷺ نے عمرے کا احرام کھولنے کے بعد شادی کی۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس مبارک موقع پر بہت زیادہ خوش ہوئے۔

بعض اصحاب سنن نے ابورافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے درج ذیل روایت نقل کی ہے:

((عَنْ اَبِی رَافِعٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ حَلَالًا وَكُنْتُ الرَّسُوْلَ بَيْنَهُمَا)) ①

''ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے عمرے کا احرام کھول کر شادی کی اور میں دونوں کے درمیان قاصد تھا۔''

ابوداؤد میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

((عَنْ مَيْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ تَزَوَّجَنِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ حَلَالَانِ بِسَرِفَ)) ②

① سنن الترمذی کتاب الحج باب ما جاء فی کراهية تزويج المحرم رقم الحديث (٨٤١)، سنن الدارمی کتاب المناسك باب فی تزويج المحرم رقم الحديث (١٧٥٥)، مسند احمد (٦/ ٣٩٣)، طبقات ابن سعد (٨/ ١٣٤)۔

② صحيح مسلم کتاب النکاح باب تحريم نکاح المحرم رقم الحديث (١٤١١)، سنن الترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی الرخصة فی ذلك رقم الحديث (٨٤٥)، سنن ابی داؤد رقم الحديث (١٨٤٣)، مسند احمد (٢٦٢٨٨) مسند ابی یعلی (١٣/ ٢٤)، سنن ابن ماجه رقم الحديث (١٩٦٤)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرف مقام پر مجھ سے شادی کی جبکہ ہم دونوں حالت احرام میں نہیں تھے۔''

ابن سعد رحمہ اللہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لکھتے ہیں:

((هِيَ آخِرُ امْرَءَةٍ تَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَعْنِي مِمَّنْ دَخَلَ بِهِنَّ)) ①

''یہ آخری خاتون ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی۔''

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا جب خانہ نبوی میں داخل ہوئیں تو ان کی عمر تقریباً چھبیس سال تھی۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو ام المومنین بننے کا عظیم شرف حاصل ہوا۔ اس سے بڑھ کر بھی کوئی اور شرف ہوسکتا ہے؟ انھوں نے اپنے تئیں یہ محسوس کیا کہ وہ آسمان کے تاروں کو چھو رہی ہیں۔ جب وہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں شامل ہوئیں تو ان کی خوش قسمتی کے کیا کہنے!!؟ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں ناچتی ہوئی دکھائی دینے لگیں، ہر چیز مسکراتی ہوئی نظر آنے لگی۔

پھر گلستاں گلستاں بہار آ گئی
اور چمن کا چمن مسکرانے لگا

مدینہ منورہ میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اس گھر میں داخل ہوئیں جو ان کی رہائش کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ ازواج مطہرات نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا والہانہ استقبال کیا اور بڑی عزت سے پیش آئیں۔ یہ سارا اکرام و احترام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے تھا۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث غور سے سنتیں اور انھیں زبانی یاد کر لیتیں اور اکثر و بیشتر نماز مسجد نبوی میں پڑھتیں، کیونکہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا تھا:

((صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)) ②

''میری اس مسجد میں نماز دیگر مساجد کی نسبت ہزار درجہ بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے۔''

---

① طبقات ابن سعد (۸/ ۱۳۲)، تفسیر القرطبی (۱۴/ ۱۹۷)۔

② مسند ابی یعلی (۱۳/ ۳۰، ۳۱)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ گھر میں بڑا بلند مقام حاصل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں بھی ان کی بڑی اہمیت تھی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں شدت آئی تو آپ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لائے، پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں منتقل ہو گئے تاکہ بیماری کے دن وہاں گزاریں۔ میمونہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش کو احترام کی نگاہ سے دیکھا اور آپ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر منتقل کر دیا گیا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

((اَوَّلُ مَا اشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ بَیْتِ مَیْمُوْنَةَ فَاسْتَأْذَنَ اَزْوَاجَهٗ اَنْ یُّمَرَّضَ فِیْ بَیْتِیْ فَاَذِنَّ لَهٗ))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر بیماری کی شکایت ہوئی تو آپ نے اپنی بیویوں سے اجازت طلب کی کہ آپ میرے گھر میں بیماری کے دن کاٹیں تو سب نے آپ کو اجازت دے دی۔'' (1)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیائے فانی سے کوچ کر کے جب اپنے اللہ کو پیارے ہوئے تو آپ اپنی سب بیویوں سے راضی تھے۔ اس وقت آپ کی ۹ بیویاں زندہ تھیں۔

بعض شاعر علماء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو نظم میں یوں بیان کیا ہے:

[1] تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰه عَنْ تِسْعِ نِسْوَةٍ
اِلَیْهِنَّ تُعْزَی الْمَكْرُمَاتُ وَتُنْسَبُ

[2] فَعَائِشَةٌ وَمَیْمُوْنَةٌ وَصَفِیَّةٌ
وَجُوَیْرِیَةٌ مَعَ سَوْدَةَ وَزَیْنَبُ

[3] كَذَا رَمْلَةٌ مَعَ هِنْد اَیْضًا وَحَفْصَةٌ
ثَلَاثٌ وَسِتٌّ نَظْمُهُنَّ مُهَذَّبُ

[1] ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نو معزز بیویوں کو چھوڑ کر وفات پائی۔

[2] عائشہ، میمونہ، صفیہ، جویریہ اور ان کے ساتھ سودہ اور زینب رضی اللہ عنہن۔

[3] رملہ، ہند (ام حبیبہ، ام سلمہ) اور ان کے ساتھ حفصہؓ یہ کل نو ہوئیں۔ یہ بڑے سلیقے اور تہذیب سے ایک ساتھ رہتی تھیں رضی اللہ عنہن۔

(1) المغازی للزہری (ص:۱۳۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاعر علماء نے اس عظیم فن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور انھوں نے نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارکہ، آپ کی بیویوں، بیٹیوں، اولاد اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام نظم میں بیان کیے ہیں جنہیں جنت کی بشارت دی گئی تھی، اور اسی طرح انھوں نے خلفائے راشدین کو بھی نظم میں بیان کیا۔ ان میں سے ایک شاعر نے نبی کریم ﷺ کی ان بیویوں کو نظم میں بیان کیا جو آپ کی وفات کے وقت آپ کے ساتھ تھیں:

(۱) تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ تِسْعِ نِسْوَةٍ
وَهُنَّ ابْنَةُ الصِّدِّيقِ، رَمْلَةٌ، حَفْصَه

(۲) جُوَيْرِيَةٌ، هِنْدٌ وَ زَيْنَبُ سَوْدَةٌ
وَ مَيْمُوْنَةٌ وَالْمُصْطَفَاةُ صَفِيَّه

''رسول اللہ ﷺ نو بیویوں کو چھوڑ کر فوت ہوئے اور وہ تھیں: صدیق کی بیٹی عائشہ، رملہ، حفصہ، جویریہ، ہند، زینب، سودہ، میمونہ، اور صفیہ رضی اللہ عنہن۔''

یہ باب بڑا طویل ہے، اس کے لیے مستقل کتاب تحریر کرنے کی ضرورت ہے۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور ان کا بھانجا

جس سال رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے لیے باہر سے وفود آنے لگے، ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے قبیلے بنو ہلال بن عامر کا وفد بھی آیا۔ اس وفد میں عبدعوف بن اصیرم رضی اللہ عنہ شامل تھا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا، اس وفد میں قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ بنو ہلال کے وفد میں زیاد بن عبداللہ بن مالک العامری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، جب وہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو انھوں نے اپنی خالہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے گھر کا ارادہ کیا تو اور ان کے پاس آئے۔ جب رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے تو یہ بیٹھے ہوئے تھے، آپ دیکھ کر ناراض ہوئے اور واپس جانے کے لیے پلٹے۔ میمونہ رضی اللہ عنہا نے یہ صورت حال دیکھتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میری بہن کا بیٹا ہے۔ نبی کریم ﷺ اندر تشریف لائے تھوڑی دیر بیٹھے پھر مسجد جانے کے لیے نکلے، آپ کے ساتھ زیاد رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی، پھر زیاد رضی اللہ عنہ کو اپنے قریب کیا، اس کے لیے دعاء کی، اس کے سر پر ہاتھ رکھا پھر آپ ہاتھ پھیرتے ہوئے ناک تک لے آئے۔

بنو ہلال کہا کرتے تھے: جب سے رسول اللہ ﷺ نے زیاد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ہاتھ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھیرا، ہم اس کے چہرے پر برکت کے آثار دیکھ رہے ہیں اس برکت کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک شاعر کہتا ہے:

① إِنَّ لِلَّذِیْ مَسَحَ الرَّسُوْلُ بِرَأْسِهٖ
وَدَعَا لَهٗ بِالْخَیْرِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

② أَعْنِیْ زِیَادًا لَا أُرِیْدُ سِوَاءَهٗ
مِنْ عَابِرٍ أَوْ مُتَّهِمٍ أَوْ مُنْجِدِ

③ مَازَالَ ذَاكَ النُّوْرُ فِیْ عِرْنِیْنِهٖ
حَتّٰی تَبَوَّأَ بَیْتَهٗ فِیْ مَلْحَدِ

① ''جس کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ پھیرا اور مسجد میں اس کے حق میں دعا کی۔''

② ''میری مراد زیاد رضی اللہ عنہ ہیں ان کے علاوہ میرے نزدیک کوئی دوسرا مراد نہیں۔''

③ ''یہ روشنی ہمیشہ ان کی پیشانی میں جگمگاتی رہی، یہاں تک کہ وہ لحد میں اتر گئے۔''[1]

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور ایمان وتقویٰ کی گواہی

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا خانہ نبوی میں زیادہ تر عبادت اور نماز میں مصروف رہتیں، وہ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلتیں اور دن رات اکثر و بیشتر نماز اور اللہ کے حضور قیام میں گزارتیں۔

نبی کریم ﷺ کے پاکیزہ گھر میں ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اخلاق نبوی کی خوشہ چینی کرتیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتیں۔ وہ حدود الٰہی کا بڑی سختی سے خیال رکھتیں۔

طبقات ابن سعد میں مذکور ہے کہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر ایک دفعہ ان کا کوئی قریبی رشتہ دار آیا، اس سے شراب کی بو محسوس ہوئی تو غضبناک ہو کر فرمانے لگیں: اگر تم مسلمانوں کی طرف نہ گئے اور اپنے اوپر کوڑوں کی حد نہ لگوائی تو آج کے بعد میرے گھر قدم نہ

---

[1] البدایة والنهایة (۵/ ۹۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھنا۔ اسے فوری نکل جانے کا حکم دیا اور وہ چلا گیا۔ ①

ان کے اس مؤقف سے پتہ چلتا ہے کہ وہ احکام الٰہیہ کی کتنی سختی سے پابند تھیں اور سنت مطہرہ کی تطبیق میں کس قدر سخت گیر تھیں، اللہ کی حد کے نافذ کرنے میں قرابت داری کی پروا نہ کرتیں۔

رسول اللہ ﷺ نے میمونہ اور ان کی بہنوں رضی اللہ عنہن کے ایمان کی گواہی دی اور ان کے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کی شہادت دی۔ اس سلسلے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْاَخَوَاتِ لَمُؤْمِنَاتٌ))

''بلاشبہ یہ بہنیں مؤمنہ ہیں۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((اَلْاَخَوَاتُ لَمُؤْمِنَاتٌ))

''یہ بہنیں مؤمنہ ہیں۔''

سیدہ میمونہ اور ام الفضل رضی اللہ عنہما سگی بہنیں تھیں جبکہ سلمیٰ اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہما ماں کی طرف سے ان کی بہنیں تھیں۔ ②

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے عمدہ اوصاف بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ تقویٰ شعار اور صلہ رحمی کرنے والی خاتون تھیں۔

جب وہ وفات پا گئیں تو اس کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((ذَهَبَتْ وَاللّٰهِ مَيْمُوْنَةُ اَمَا اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ اَتْقَانَا لِلّٰهِ وَاَوْصَلَنَا لِلرَّحِمِ)) ③

''میمونہ (رضی اللہ عنہا) چلی گئی۔ اللہ کی قسم! میمونہ ہم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی

---

① طبقات ابن سعد (۸/ ۱۳۹)۔

② النسائی کتاب فضائل الصحابة (۲۸۱)، مستدرك حاكم (۴/ ۳۲، ۳۳)، طبقات ابن سعد (۸/ ۱۳۸)، (۸/ ۲۷۷)، الاستیعاب (۴/ ۳۲۰)، در السحابه (ص:۵۴۵)۔

③ مستدرك حاكم (۴/ ۳۲)، طبقات ابن سعد (۸/ ۱۳۸)، الاصابة (۴/ ۳۹۹)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۴۴)، ازواج النبی للصالحی (ص:۲۰۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور صلہ رحمی کرنے والی تھی۔‘‘

حدیث کی حافظہ اور راویہ

ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ان عظیم المرتبت خواتین میں سے ایک ہیں جنھوں نے ہم تک حدیث رسول منتقل کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا شمار ان خواتین میں ہوتا ہے جنھوں نے حدیث شریف کو زبانی یاد کیا، وہ بڑے مضبوط حافظے والی خاتون تھیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر سختی سے کاربند تھیں۔ انھوں نے اوصاف محمدیہ کو اپنے اندر جذب کرنے کی پوری کوشش کی۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے حدیث نبوی کو زبانی یاد کیا، اسے روایت کرنے کی سعادت حاصل کی اور پھر انھیں ان ائمہ کی طرف منتقل کرنے کا شرف حاصل کیا جو مدینہ منورہ اس مقصد کے لیے آتے تھے کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن اور کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث کا علم حاصل کیا جائے۔

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ان امہات المومنین میں سے تھیں جو حدیث کی حافظہ اور کثیر الروایت تھیں۔ آپ سے زیادہ احادیث روایت کرنے والی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ اور ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما تھیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ۲۲۱۰ احادیث روایت کیں اور ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ۳۷۸ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ ان دونوں کے بعد سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو ۷۶ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ ① ان میں سے صحیحین میں ۱۳ احادیث مذکور ہیں، ان میں سے سات متفق علیہ ہیں۔ ایک حدیث میں امام بخاری منفرد ہیں اور پانچ میں امام مسلم منفرد ہیں۔ ②

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی مرویات کی تعداد تو نہیں بتائی البتہ ان کے بارے میں صرف یہ فرمایا:

((رَوَتْ عِدَّةَ اَحَادِيْثَ))

---

① المجتبی (ص ۹۶)، اعلام النساء (۵/ ۱۳۹)۔

② تلقیح فھوم الاثر (ص:۳۶۵، ۴۰۳)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۴۵)، المجتبی (ص:۹۶)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''انھوں نے بہت سی احادیث روایت کیں۔'' ①

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے ان کے چار بھانجوں نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی، اور وہ ہیں عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن شداد بن ہاد، عبید بن سباق اور یزید بن اصم رضی اللہ عنہم۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے عبدالرحمٰن بن سائب ہلالی، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام کریب، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پروردہ عبیداللہ خولانی، ان کے غلام سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ، ان کے بھائی عطا بن یسار رضی اللہ عنہ اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی کنیز ندبہ رضی اللہ عنہا اور عالیہ بنت سبیع رضی اللہ عنہا وغیرہ نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ②

امام بخاری رحمہ اللہ نے عبداللہ بن شداد کے حوالے سے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے:

((عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّيْ عَلَى الْخُمْرَةِ)) ③

''میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کی چٹائی پر نماز پڑھتے تھے۔''

بخاری شریف میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت منقول ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سُئِلَ عَنْ فَارَةٍ سَقَطَتْ فِيْ سَمْنٍ فَقَالَ اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوْهُ وَكُلُوْا سَمْنَكُمْ)) ④

① سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۳۹)۔

② تهذیب التهذیب (۱۲/ ۴۵۳)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۳۹)۔

③ صحیح البخاری کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی الخمرۃ رقم الحدیث (۳۸۱)، صحیح مسلم کتاب الصلاۃ رقم الحدیث (۵۱۳)، سنن النسائی رقم الحدیث (۷۳۸)، سنن ابی داؤد رقم الحدیث (۶۵۶)، سنن ابن ماجه رقم الحدیث (۶۵۶)، سنن ابن ماجه رقم الحدیث (۱۰۲۸)، مسند احمد (۶/ ۳۳۵)، سنن الدارمی رقم الحدیث (۱۳۳۸)۔

④ صحیح البخاری کتاب الوضوء باب ما یقع من النجاسات رقم الحدیث (۲۳۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چوہیا کے بارے میں پوچھا گیا جو گھی میں گر جائے؟ آپ نے فرمایا: اسے باہر پھینک دو، جو اس کے اردگرد ہو اس کو باہر نکال پھینکو اور اپنا باقی گھی کھاؤ۔''

مسند ابی یعلی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت منقول ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ: اَصْبَحَ النَّبِيُّ خَاثِرًا ثُمَّ اَمْسٰى وَهُوَ كَذَالِكَ ثُمَّ اَصْبَحَ وَهُوَ كَذَالِكَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ اَرَاكَ خَاثِرًا؟ قَالَ اِنَّ جِبْرِيْلَ علیہ السلام وَاعَدَنِيْ اَنْ يَّاتِيَنِيْ وَمَا اَخْلَفَنِيْ قَالَ: فَنَظَرُوْا فَاِذَا جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ نَضَدٍ لَهُمْ فَامَرَ النَّبِيُّ بِذَالِكَ الْمَكَانِ فَغُسِلَ بِالْمَاءِ قَالَ وَجَاءَهٗ جِبْرِيْلُ علیہ السلام فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاعَدْتَنِيْ اَنْ تَاْتِيَنِيْ وَمَا اَخْلَفْتَنِيْ! فَقَالَ بِهٖ جِبْرِيْلُ علیہ السلام اَوَ مَاعَلِمْتَ اَنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ اَوْ صُوْرَةٌ)) ①

''ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی میمونہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں، فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صبح کے وقت طبیعت بڑی بوجھل تھی۔ شام ہوئی، وہ اسی طرح تھے۔ پھر صبح ہوئی وہ بدستور اسی طرح تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو بوجھل طبیعت دیکھ رہی ہوں، خیر تو ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ سے آنے کا وعدہ کیا تھا اور انھوں نے کبھی مجھ سے وعدہ خلافی نہیں کی لیکن آج نہیں آئے۔ راوی کہتے ہیں کہ گھر والوں نے دیکھا کہ آپ کی چارپائی کے نیچے کتے کا بچہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ کو پانی سے دھونے کا حکم دیا۔ کہتے ہیں کہ پھر جبریل علیہ السلام آئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ آپ نے آنے کا وعدہ کیا

① صحيح مسلم كتاب اللباس باب تحريم تصوير صورة الحيوان رقم الحديث (٢١٠٥)، سنن النسائى كتاب الصيد باب امتناع الملائكة رقم الحديث (٤٢٨٣)، سنن ابى داؤد رقم الحديث (٤١٥٧)، مسند احمد رقم الحديث (٢٦٦٦٠)، مسند ابى يعلى (١٣/ ٧، ٨)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا، اس سے پہلے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا: کیا آپ کو یہ معلوم نہیں کہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔"

ابن ماجہ میں عمران بن حذیفہ کے حوالے سے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث منقول ہے:

((عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُذَيْفَةَ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ مَيْمُوْنَةَ قَالَ:كَانَتْ تَدَّانُ دَيْنًا فَقَالَ لَهَا بَعْضُ اَهْلِهَا لَا تَفْعَلِيْ وَاَنْكَرَ ذَالِكَ عَلَيْهَا قَالَتْ بَلٰى! اِنِّيْ سَمِعْتُ نَبِيِّيْ وَخَلِيْلِيْ ﷺ يَقُوْلُ، مَامِنْ مُسْلِمٍ يَدَّانُ دَيْنًا يَعْلَمُ اللّٰهُ مِنْهُ اَنَّهٗ يُرِيْدُ اَدَاءَهٗ اِلَّا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الدُّنْيَا)) ①

"عمران بن حذیفہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ قرض لیا کرتی تھیں، ان کے کسی رشتہ دار نے کہا: ایسا نہ کیجیے۔ انھیں روکنا چاہا تو انھوں نے کہا: کیوں نہیں، میں نے اپنے نبی اور خلیل ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب کوئی مسلمان قرض لے اور اللہ جانتا ہو کہ وہ ادا کرنا چاہتا ہے تو اللہ دنیا میں اس کی طرف سے ادا کر دیتا ہے یعنی قرض کی ادائیگی کے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔"

یہ وہ احادیث ہیں جو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں اور احادیث کے مختلف مجموعوں میں منقول ہیں۔ ہم ان کی تمام مرویات کا احاطہ تو نہیں کر سکتے، بس انھیں روایات پر اکتفا کرتے ہیں۔

آخری ایام اور دلآویز یادیں

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی میں خلافت راشدہ کا دور دیکھا، خلفائے راشدین اور علماء آپ کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ان کی زندگی خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور تک دراز ہوئی۔

امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے ۵۱ھ میں وفات پائی۔ ② ام المومنین

① سنن ابن ماجه كتاب الاحكام باب من ادان دينا رقم الحديث (۲۴۰۸)، سنن النسائى كتاب البيوع باب التسهيل فيه رقم الحديث (۴۶۸۶)، ابن حبان رقم الحديث (۱۱۵۷)، مستدرك حاكم (۲/ ۲۲، ۲۳)، مسند احمد (۶/ ۳۳۲)۔

② سير اعلام النبلاء (۲/ ۲۴۵)، المواهب اللدنية (۲/ ۹۰)، مختصر تاريخ دمشق (۲/ ۲۸۶)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے جس سال وفات پائی آپ مکہ معظمہ کی زیارت کے لیے تشریف لے گئی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بتا دیا تھا کہ ان کی موت مکہ معظمہ میں نہیں ہو گی۔

ان کے بھتیجے یزید الاصم بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ تشریف لائیں، وہاں ان کا کوئی بھتیجا نہیں تھا۔ انھوں نے فرمایا کہ مجھے مکہ سے نکال لے چلو، میں یہاں وفات نہیں پاؤں گی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتایا تھا کہ میری موت مکہ میں نہیں ہو گی۔ لہٰذا لوگ انھیں اٹھا کر مکے سے باہر سرف مقام پر لے گئے۔ اور اس درخت کے نیچے ان کی چارپائی رکھ دی جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمرۃ القضا کے موقع پر خیمہ نصب کیا گیا اور ان کی یہاں شادی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ جب وہ فوت ہو گئیں تو ہم نے انھیں لحد میں اتارا اور میں نے اپنی چادر ان کے چہرے کے نیچے رکھ دی۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے وہ چادر اٹھا کر باہر پھینک دی۔ ①

سیدنا عطا رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مقام سرف پر وفات پائی۔ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ وہاں گیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تم جنازہ اٹھاؤ تو اسے جھٹکا نہ لگنے دینا، بڑے آرام سے چلنا۔ ② یہ تمھاری ماں ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ان کا بڑا مقام و مرتبہ تھا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اسی جگہ کو ان کی آخری آرام گاہ بنایا جہاں ان کی شادی ہوئی تھی۔

یزید بن اصم کہتے ہیں کہ ہم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو اس درخت کے سائے میں دفن کیا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عمرۃ القضا کے موقع پر خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ ③

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر میں ان کی بہنوں کی اولاد عبداللہ بن عباس، یزید بن اصم اور عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہم داخل ہوئے اور ان کے ساتھ عبیداللہ خولانی نے بھی قبر میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کی تھی۔ اس یتیم بچے کی پرورش سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے کی تھی۔ ④

---

① مسند ابی یعلی (۱۳/ ۲۷، ۲۸)۔

② سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۴۵)، طبقات ابن سعد (۸/ ۱۴۰)، مستدرک حاکم (۴/ ۳۳)، انساب الاشراف (۱/ ۴۴۶)، اخبار مکۃ (۲/ ۲۱۳)۔

③ سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۴۵)۔

④ اسد الغابۃ (۶/ ۲۷۴)، تہذیب الاسماء واللغات (۲/ ۳۵۶)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہیں ام المومنین سیدہ میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا جن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخر میں شادی کی اور ان کو ان امہات المومنین کی فہرست میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۵۰)

''اللہ چاہتا ہے کہ اے اہل بیت! تم سے ہر آلائش کو ختم کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔''

اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ عَمَلاً صَالِحًا يُقَرِّبُنَا اِلَيْكَ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اَنْ تُلْهِمَنَا الصَّوَابَ وَتَجْعَلَ لَنَا مِن اَمْرِنَا رُشْدًا

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

✽✽✽✽

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12

خواتین اہل بیت

ام المومنین سیدہ ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا

رسالت مآب ﷺ کی پاکیزہ زوجہ مطہرہ کی پُرنور سیرت کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا

❁ سیدہ ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا نے ۶ ھ میں خانہ نبوی میں قدم رکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنی رفاقت کے لیے قبول فرمایا۔

❁ سیدہ ریحانہ اپنی قوم میں بڑی عزت کے مقام پر فائز تھیں اور انھیں دانشمند اور صاحب رائے ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔

❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تو نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پسند کیا اللہ کے رسول نے تجھے اپنے لیے پسند کرلیا، اس نے جواب میں بے ساختہ یہ کہا کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول کو پسند کرتی ہوں۔

❁ سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے ہر وقت "الحمد لله رب العالمين" کے نورانی الفاظ نکلتے گویا یہ جملہ ان کا شعار اور پہچان بن چکا تھا۔

❁ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس آئے تو سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں اور انھیں مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

انا لله وانا اليه راجعون.

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خانۂ نبوی کے آنگن میں

غزوۂ احزاب کے موقع پر جب حالات کی سنگینی کی بنا پر اہل ایمان کی آنکھیں تاڑے لگ گئیں کلیجے حلق کو آنے لگے اور انھیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں طرح طرح کی بدگمانیاں پیدا ہونے لگیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے مدینہ منورہ پر یلغار کرنے والے تمام لشکروں کو شکست سے دوچار کیا۔ ان کی مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی خواہش خاک میں مل گئی۔

رسول اللہ ﷺ غزوہ خندق سے واپس پلٹے جبکہ دشمن کی طرف سے پندرہ دن مسلسل سخت محاصرہ جاری رہا تھا۔ یہ صبر وشکر کے پیکر اہل ایمان کے لیے آزمائش کی گھڑی تھی۔ اس موقع پر واقعی انھیں جھنجھوڑ کر رکھ دیا گیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ ظہر کے وقت مدینہ منورہ پہنچے، لوگوں کو نماز ظہر پڑھائی، پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لے گئے پانی منگوایا ہتھیار اتار دیے، اور غسل کیا۔ اتنے میں سیدنا جبریل علیہ السلام تشریف لے آئے اور فرمانے لگے۔ اے اللہ کے رسول! آپ نے ہتھیار اتار دیے ہیں؟ دیکھیے، میں نے تو ابھی ہتھیار نہیں اتارے آپ کا خادم جبریل بھلا ہتھیار کیونکر اتار سکتا ہے جبکہ ادھر بنو قریظہ نے اللہ اور اس کے رسول مقبول (علیہ السلام) سے خیانت کا ارتکاب کیا ہے، انھوں نے معرکہ آرائی کے دوران ہی میں اپنا معاہدہ توڑ دیا ہے، وہ اپنے وعدے سے منحرف ہوگئے ہیں، اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال نہ ہوتا تو اسلام اور مسلمانوں کا کام تمام ہو چکا ہوتا، پھر سیدنا جبریل علیہ السلام نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کا آپ کے نام یہ پیغام ہے کہ بنو قریظہ کی طرف پیش قدمی کریں میں خود بھی انھیں کی طرف ان کے قلعوں کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لیے جارہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں یہ اعلان کردیں کہ جو بھی اطاعت گزار مومن سن رہا ہے وہ فوری طور پر بنو قریظہ کی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف چل پڑے۔ ہم نے عصر کی نماز وہاں پہنچ کر پڑھنی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مجاہدین کو بنو قریظہ یہودیوں کے پاس پہنچنے کا زور دار انداز میں حکم دیا۔ اہل اسلام یہ اعلان سنتے ہی بنو قریظہ کی طرف روانہ ہو گئے اور انھوں نے جاتے ہی ان کا کا محاصرہ کر لیا، اسی طرح کئی دن گزر گئے بنو قریظہ قلعوں میں بند رہے، مسلمانوں نے بنو قریظہ کا محاصرہ جاری رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب و مرتبہ ڈال دیا۔ انھیں اپنے جرم کا شدت سے احساس ہوا، کیونکہ انھوں نے عین معرکہ آرائی کے دوران میں معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مدینہ منورہ کے اندر سے یلغار کر دی تھی۔ جس کی بنا پر وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ معاہدہ شکنی کے مرتکب ہوئے۔ جس کی وجہ سے مدینہ منورہ پر یلغار کرنے والے لشکروں اور مشرکین کے حوصلے بلند ہوئے۔

مسلمانوں کے محاصرے کی وجہ سے بنو قریظہ کے لیے اب دو صورتیں ہی باقی رہ گئی تھیں: یا وہ اسلام قبول کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی رصالت پر ایمان لے آئیں یا پھر بھوک اور غم واندوہ کی شدت سے گھٹ کر مر جائیں۔

بنو قریظہ نے اپنی بے بسی کا مشاہدہ کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی شرائط پر ہتھیار ڈال دیے جائیں۔ لہٰذا انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ پیشکش رکھ دی آپ نے اسے منظور کرتے ہوئے انھیں ایک کونے میں جمع ہونے کا حکم دیا، ان میں سات سو پچاس جنگجو تھے۔ عورتوں اور بچوں کو نکال کر الگ کر دیا، ان کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی۔

بنو قریظہ نے یہ پسند کیا کہ سعد بن معاذ اشہلی رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں جو فیصلہ سنائیں وہ انھیں منظور ہوگا۔ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غزوہ خندق کے دوران میں تیر لگنے کی وجہ سے شدید زخمی ہو چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) کا خیمہ مسجد نبوی کے صحن میں لگا دیا جائے۔ وہاں ہمارے لیے تیمار داری میں آسانی رہے گی۔ بنو قریظہ کے فیصلے کے لیے جو وقت مقرر کیا گیا تھا، اس میں یہ معاملہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ وہ بڑے دبنگ آدمی تھے۔ احکام الٰہی کے معاملے میں حق بات ڈنکے کی چوٹ سے کہہ دیا کرتے تھے، اللہ کے سوا کسی کا خوف ان کے دل پر طاری نہیں ہوتا تھا۔ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کوئی انھیں پروا نہیں ہوتی تھی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے بنو قریظہ سے یہ پوچھا گیا کہ کیا تمہیں سعد بن معاذ کا کیا ہوا فیصلہ منظور ہوگا؟ انھوں نے کہا: بالکل منظور ہوگا۔ تو سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ سنایا کہ تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے۔ تمام مال و دولت، عورتیں اور بچے مجاہدین میں تقسیم کر دیے جائیں اور ان کے گھر مہاجرین میں تقسیم کر دیئے جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ سن کر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: اے سعد تم نے تو وہی فیصلہ کیا جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کے بارے میں سات آسمانوں پر کیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ قلعوں میں بنو قریظہ کا جتنا اسلحہ بھی ہے اسے جمع کر لیا جائے۔ اسلحہ کے ساتھ جو مال و اسباب ملے وہ بھی اکٹھا کر لیا جائے۔ پھر آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے۔

بنو قریظہ کے قیدی زنجیروں اور طوقوں میں جکڑے ہوئے مدینہ منورہ پہنچائے گئے، ذلت و رسوائی سے ان کے سر جھکے ہوئے تھے۔ قیدیوں کو سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے گھر بند کر دیا گیا، جبکہ عورتوں اور بچوں کو بنت حارث کے گھر رکھا گیا، اس کے بعد بنو قریظہ کو فیصلہ سنایا گیا جس کی روشنی میں تمام مردوں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے ان کا کام تمام کر دیا گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کرنے کا حکم دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں ایک ایسی خاتون آئی جس نے حرم نبوی میں شامل ہو کر اثر انگیز تاریخی کارنامہ رقم کیا، اس طرح اسے حرم نبوی کی ان عظیم المرتبت خواتین میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا جو اپنے مثالی کردار کی بنا پر خواتین عالم کے لیے مشعل راہ بنیں اور وہ عزت و شرف کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئیں۔

یہ تھیں سیدہ ریحانہ بنت زید بن عمرو یہ بنو نضیر قبیلہ سے تھیں جیسے ہی خانہ نبوی میں قدم رکھنے کا شرف حاصل ہوا ان کے نصیب جاگ اٹھے، اس کی دنیا بدل گئی، وہ فرش سے اٹھ کر عرش نشین ہو گئیں۔ اور وہ یہودیت کی تاریکیوں سے نکل کر اسلام کی روشن راہ پر گامزن ہو گئیں۔ اس حیرت انگیز تبدیلی پر اگلے صفحات میں روشنی ڈالی جاتی ہے۔

سیدہ ریحانہ کے اسلام قبول کرنے کی بشارت

علامہ بلاذری اپنی مشہور و معروف کتاب انساب الاشراف میں سیدنا عبد اللہ بن ابی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بکر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رقمطراز ہیں، وہ فرماتے ہیں:

((كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَفِيٌّ مِّنَ الْمَغْنَمِ حضر رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَوْ غَابَ، قَبْلَ الْخُمُسِ، عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ، أَوْ سَيْفٌ اَوْدِرْعٌ فَأَخَذَ يَوْمَ بَدْرٍ ذَا الْفِقَارِ وَيَوْمَ بَنِي قَيْنُقَاعَ دِرْعًا، وَفِي غَزَاةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ جَارِيَةً، وَفِي غَزَاةِ الْمُرَيْسِيعِ عَبْدًا اَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ رَبَاحٌ، يَوْمَ بَنِي قُرَيْظَةَ رِيحَانَهَ بِنْتَ زَيْدٍ، وَيَوْمَ خَيْبَرَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، وَفِي يَوْمَ حُنَيْنٍ فَرَسًا اَشْقَرَ))

"رسول اللہ ﷺ موجود ہوتے یا غیر موجود، خمس سے پہلے مال غنیمت میں سے ان کا حصہ الگ کیا جاتا۔ وہ غلام کنیز، تلوار یا زرہ وغیرہ کی صورت میں ہوتا۔ آپ نے جنگ بدر میں غنیمت میں دو دھاری تلوار حاصل کی، غزوہ بنو قینقاع میں آپ کے حصے میں زرہ آئی، غزوہ مریسیع میں ایک حبشی غلام جس کا نام رباح تھا، جنگ بنو قریظہ کے موقع پر مال غنیمت میں آپ کے حصے میں ریحانہ بنت زید آئیں، جنگ خیبر میں صفیہ بنت حیی اور غزوۂ حنین میں ایک گہرے سرخ زرد رنگ کی گھوڑی آپ کے حصے میں آئی۔"

ریحانہ بنو قریظہ کے ایک حکم نامی شخص کی بیوی تھیں، اہل علم بیان کرتے ہیں۔ کہ ریحانہ اپنے خاوند کے ساتھ بڑی خوش وخرم زندگی بسر کر رہی تھیں۔ ان کا خاوند ان کے ساتھ محبت، عزت اور حسن سلوک سے پیش آتا تھا۔

تاریخی حوالے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ریحانہ بڑی حسین وجمیل، ذہین اور دانشور خاتون تھیں، انھیں کمال دانش کی وجہ سے اپنی قوم میں بڑی عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ جب بنو قریظہ کی قیدی خواتین کو مال غنیمت کے ساتھ مجاہدین میں تقسیم کیا گیا تو ریحانہ بنت زید نبی کریم ﷺ کے حصے میں آئیں۔ وہ یہودیت سے منسلک تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو انھوں نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں ان کی حالت پر چھوڑ دیا۔ آپ ان کے رویے پر افسردہ ہوئے لیکن انھیں اسلام قبول کرنے کے لیے مجبور نہ کیا۔

ایک روز آپ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ صحابہ کرام نے آپ سے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض کی ایک ساتھی ریحانہ کے مسلمان ہونے کی خوشخبری لے کر آیا ہے۔ آپ اس کی طرف یہ خوش کن خبر سننے کے لیے متوجہ ہوئے۔ طبقات ابن سعد میں یہ روداد ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔

((لَمَّا سَبٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَیْحَانَهَ، عَرَضَ عَلَیْهَا الْاِسْلَامَ فَأَبَتْ وَقَالَتْ اَنَا عَلٰی دِیْنِ قَوْمِیْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ اَسْلَمْتِ اِخْتَارَكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِنَفْسِهٖ، فَأَبَتْ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِیْ اَصْحَابِهٖ اِذْ سَمِعَ خَفْقَ نَعْلَیْنِ فَقَالَ هٰذَا ابْنُ سَعْیَةَ یُبَشِّرُنِیْ بِاِسْلَامِ رَیْحَانَةَ فَجَاءَهٗ فَأَخْبَرَهٗ اَنَّهَا قَدْ أَسْلَمَتْ))

"جب رسول اللہ ﷺ کے پاس ریحانہ قیدی بن کر آئیں۔ آپ نے انھیں اسلام قبول کرنے کی پیشکش کی۔ انھوں نے انکار کرتے ہوئے کہا: میں اپنی قوم کے دین پر ہی قائم رہوں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اسلام قبول کر لو تو تجھے اللہ کا رسول اپنے لیے منتخب کر لے گا۔ تو اس نے انکار کر دیا اس کا یہ طرز عمل رسول اللہ ﷺ کو بڑا ناگوار گزرا۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ کو جوتوں کی آہٹ سنائی دی۔ آپ نے فرمایا: دیکھو! یہ ابن سعیہ مجھے ریحانہ کے اسلام قبول کرنے کی بشارت سنانے آیا ہے۔ واقعی اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اطلاع دی کہ ریحانہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔"

سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا کے اسلام قبول کرنے سے رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے۔ انھیں اس بات کی دلی مسرت ہوئی کہ ریحانہ رضی اللہ عنہا کفر کی تاریکیوں سے نکل کر نور ایمان کی دل آویز فضا میں آ گئی ہیں۔

"میں اللہ اور اس کے رسول کو پسند کرتی ہوں"

سیدہ ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا ان عظیم المرتبت خواتین میں سے تھیں جو تاریخ عالم میں مشہور ہوئیں۔ اور وہ ہر طرح سے سعادت مند کہلائیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ قیدی بننے سے پہلے سیدہ ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے بارے میں بہت کچھ سن چکی تھیں۔ انھوں نے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام کی عادات واطوار کے بارے میں بھی بہت کچھ سن رکھا تھا۔ ان کو رسول اللہ ﷺ کی وفا اور اپنی قوم کی غداری کا بھی اچھی طرح علم تھا۔ انھیں یہ بھی معلوم تھا کہ جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ان کی قوم نے آپ سے ناروا سلوک کیا تھا۔

وہ یہ بھی جانتی تھیں کہ ان کی قوم کے بہادروں میں نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف بغض اور کینہ چھپا ہوا ہے۔ یہی بغض اور کینہ انھیں نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں پر ابھارتا ہے۔ اسی کی وجہ سے وہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے ساتھ غداری اور معاہدہ شکنی کے مرتکب ہوئے۔

ان تمام معلومات کی بنا پر سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا کے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ اسلام برحق دین ہے، یہ عدل و انصاف اور وفا کا علمبردار نظام حیات ہے۔ اور سیدنا محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، اور آپ وہی برحق نبی ہیں جن کی آمد کے بارے میں ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ لیکن یہ بات اس کے وہم و گمان میں بھی کبھی نہیں آتی تھی کہ انھیں بھی کسی دن مسلمان اور مومن خواتین میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہو گی!!

مورخین یہ تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سیدہ ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول علیہ السلام کی وفادار تھیں۔ وہ بڑی حسین و جمیل خاتون تھی۔ غزوہ بنو قریظہ میں اس کا خاوند یہودیوں کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ ریحانہ رضی اللہ عنہا قید ہو کر مال غنیمت میں نبی کریم ﷺ کے حصے میں آئی۔

جب سارا مال غنیمت تقسیم ہو گیا تو سیدہ ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کی جلیل القدر صحابیہ ام منذر سلمیٰ بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہا کے گھر ٹھہرایا۔ نبی کریم ﷺ مال غنیمت کی تقسیم کے بعد سیدہ ام منذر رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔

سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا شرماتے ہوئے چھپ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا تو وہ جھجکتے ہوئے آئیں اور آپ کے سامنے بیٹھ گئیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے نہایت مشفقانہ انداز میں گفتگو کرتے ہوئے اسلام کے محاسن بیان کیے اور فرمایا کہ اگر تو نے اللہ اور رسول کو پسند کر لیا تو پھر اللہ کے رسول نے بھی تجھے بنظر استحسان دیکھا ہے۔

سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا کے لیے اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ انھیں حبیب کبریا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کی رفاقت اور رضا حاصل ہوگئی۔ انھوں نے فرحت وانبساط کا اظہار کرتے ہوئے عرض کی کہ میں اللہ اور اس کے رسول مقبول (ﷺ) کو پسند کرتی ہوں۔

اس کے ساتھ ہی سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا نے وفور شوق سے سرشار ہو کر محبت بھرے انداز میں کہا: ''اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ'' میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے انھیں ٦ ھ کو حرم نبوی میں شامل ہونے کا شرف بخشا۔

رسول اللہ ﷺ سیدہ ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ کو بہت پسند کرتے تھے۔ انھیں خانہ نبوی میں بلند مرتبہ حاصل ہوا۔ وہ جس چیز کا مطالبہ کریں اسے پورا کیا جاتا۔ اس کے نصیب جاگ اٹھے۔ ان کی خوش قسمتی کے کیا کہنے! ان کی رفعتوں کے قربان جائیں۔

واہ سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا نے کیا شان پائی کہ اسلام قبول کر کے خواتین اہل بیت میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا اور ان کی پسند

غزوہ بنو قریظہ کے موقع پر جب سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے مطابق تمام یہودی جنگجو مردوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اسلحہ، مال و دولت اور عورتوں اور بچوں کو مجاہدین میں تقسیم کر دیا گیا مال غنیمت میں سیدہ ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آئیں۔

آپ نے انھیں سیدہ ام منذر سلمیٰ بنت قیس الانصاریہ رضی اللہ عنہا کے گھر ٹھہرایا۔ آپ نے انھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی پہلے تو اس نے اپنی قوم کے مذہب یہودیت پر ہی قائم رہنے کا عندیہ ظاہر کیا لیکن کچھ عرصہ بعد اسلام کی حقانیت ان پر واضح ہوگئی تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے روبرو کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا۔

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ مسرت بھرے انداز میں فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تم کو آزادی کی نعمت سے سرفراز کر کے تجھے اپنے حرم میں داخل کرنے کی پیشکش کرتا ہوں انھوں نے برجستہ کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی غلامی پر تو ہزاروں آزادیاں قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔ آپ کی غلامی میرے لیے سعادت ابدی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا کی زبان سے یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دلی مسرت ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن ازواج مطہرات کو چھوڑ کر دنیا سے آخرت کی طرف کوچ کیا ان کے اسمائے گرامی درج شعروں میں بیان کیے گئے ہیں:

(۱)

تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ تِسْعِ نِسْوَةٍ
اِلَيْهِنَّ تُعْزَى الْمَكَرَّمَاتُ وَ تُنْسَبُ

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے نو بیویاں چھوڑ کر وفات پائی جن کی طرف ہر قسم کا عزو شرف منسوب ہوتا ہے۔“

(۲)

فَعَائِشَةُ ، مَيْمُوْنَةُ وَصَفِيَّةُ
وَ حَفْصَةُ تَتْلُوْهُنَّ هِنْدٌ وَّ زَيْنَبُ

”ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: سیدہ عائشہ، سیدہ میمونہ، سیدہ صفیہ، سیدہ حفصہ، ان کے بعد سیدہ ہند اور زینب رضی اللہ عنہن۔“

(۳)

جُوَيْرِيَةُ مَعَ رَمْلَةٍ ثُمَّ سَوْدَةُ
ثَلَاثٌ وَ سِتٌّ ذِكْرُهُنَّ مُهَذَّبُ

”سیدہ جویریہ، سیدہ رملہ اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہن یہ ہوئیں تین اور چھ، یعنی وہ جن کا یہ مختصر تذکرہ ہے۔“

خوشگوار انجام

سیدہ ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا نے چند سال خانہ نبوی کے سائے میں نہایت ہی خوشگوار ماحول میں گذارے۔ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہوئے ہر قسم کی عزت، احترام، سرفرازی اور مسرت و شادمانی کی نعمت میسر رہی۔ نور اسلام سے ان کا دل روشن ہو گیا، تقویٰ و طہارت سے ان کا ظاہر و باطن آراستہ ہو گیا۔ ان تمام نعمتوں سے بڑھ کر اسے اللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا شرف حاصل ہوا، اور انھوں نے یہ محسوس کرلیا کہ یہودی گمراہی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور وہ آخرت میں جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے دولت کدہ میں زندگی بسر کرتے ہوئے۔ سیدہ ریحانہ رضی اللہ عنہا نے رشد و ہدایت کی لذت وحلاوت کو محسوس کیا۔ جس کی وجہ سے وہ ایک ایسے قیمتی موتی کی طرح ہوگئیں جس سے انوار ایمان و یقین کی کرنیں پھوٹنے لگیں۔

انھوں نے اسلام قبول کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اور ہر وقت ان کی زبان پر ''الحمد لله رب العالمين'' کے نورانی الفاظ جاری رہتے۔ گویا یہ الفاظ ان کا تکیہ کلام بن گئے تھے۔

سیدہ ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے گھر زندگی کی زیادہ بہاریں اور نعمتیں دیکھیں۔ وہ جلد ہی اپنے رب کو پیاری ہوگئیں۔ جب نبی کریم ﷺ ۱۰ھ میں حجۃ الوداع سے واپس مدینہ منورہ پہنچے تو یہ وفات پا گئیں۔

نبی کریم ﷺ نے انھیں جنت البقیع میں دفن کیا جہاں صحابہ کرام اور بعض دیگر خواتین اہل بیت مدفون تھیں۔

اسلام کی نعمت سے سرفراز ہونے والی اس خوش بخت خاتون کی زندگی اختتام پذیر ہوئی۔ انھیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی سعادت عظمیٰ میسر آئی جس کی وجہ سے اس کا نام ان سعادت مند خواتین کی فہرست میں شامل ہوا جن کو دنیا میں دائمی شہرت نصیب ہوئی۔ اور تاریخ اسلام میں انھوں نے دلکش، دلآویز اور اثر انگیز کارنامے سرانجام دیے۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔ بالآخر وہ جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں بھی ان کی راہ پر چلتے ہوئے جنت الفردوس میں جانے کی توفیق عطا کرے۔ اور صحابہ کرام سے محبت کرنے اور جنت میں ان کی رفاقت کا شرف عنایت کرے۔ بلاشبہ صحابہ کرام کی رفاقت بہت بڑا اعزاز ہے۔ اللہ کرے یہ اعزاز ہمیں نصیب ہو آمین یارب العالمین۔

یہ خانہ نبوی کے آنگن کا پھول بن کھلے چھپا رہا ہے۔ ماحول پر اداسی چھا رہی ہے سیدہ فاطمہ الزہراء کا دل اداس ہے۔ حزن و ملال اور غم واندوہ کی آندھیاں چل رہی ہیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے خادم رسول سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو اس نازک ترین صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ صحابہ کرام کو اس اندوہناک کیفیت سے آگاہ کردی، انھوں نے اطلاع دی تو اسامہ بن زید، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہم غم کی تصویر بنے جلدی سے ام ابراہیم کے گھر پہنچے ہر ایک کے چہرے پر اداسی چھائی ہوئی تھی۔ ہر ایک کے دل کی تمنا تھی کہ کاش! اس تھبے، لاڈلے، راج دلارے ابراہیم کے بدلے ان کے بچے کے لیے جائیں اور اسے کچھ نہ ہو۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بیوی شمعون کی دختر اور ماریہ قبطیہ کی ہمشیرہ سیرین بنت شمعون کو پتہ چلا کہ ان کا بھانجا نزع کے عالم میں تو یہ غمناک خبر سن کر ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ وہ دل گرفتہ کیفیت کی تصویر بنی ہوئی اپنی ہمشیرہ کے گھر پہنچیں۔ اس کے دل میں حزن و ملال بے چینی اور اضطراب شعلہ زن تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے ابراہیم کی دودھ پلانے والی آیا کے پاس گئے۔ اس نے اپنی گود میں ابراہیم کو اٹھایا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت بھرے انداز میں اپنے لاڈلے بیٹے کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر موت کی پرچھایاں چھائی ہوئی تھیں۔ آپ اس وقت بہت غمگین تھے۔ اگر اس طرح کا غم کسی پہاڑ پر نازل ہو تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے۔ آپ نے اپنے لاڈلے، بیٹے کا سینہ چوما، اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہونے کا بے مثال مظاہرہ کیا۔

ابراہیم کو دودھ پلانے والی ابراہیم کو اپنی گود میں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہاں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ روانہ ہوئی۔ جب ام ابراہیم نے اپنے لخت جگر کو دیکھا تو وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اسے چومنے لگیں۔ اور اس کی حالت زار دیکھ کر کبیدہ خاطر ہوئیں۔ دل میں حزن و ملال کا شعلہ فگن تھا، آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ جس پہ کپکپی طاری تھی بیٹے کے چہرے پر موت کے سائے دراز ہو چکے تھے۔ سانس اکھڑا ہوا تھا، نزع کا عالم طاری تھا۔ ماں اپنے لاڈلے بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر بے بس اور غم واندوہ سے نڈھال ہو چکی تھی۔

اس حالت زار کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے، بیٹے کو اپنی گود میں لیا، اس کا منہ چوما، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ بیٹے پر نزع کا عالم طاری تھا۔ جو مقدر میں لکھا وہ ہو کر رہا۔ بیٹے کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

آخر وہی ہوا جس کی شہادت قرآن مجید میں کچھ اس انداز سے دی گئی ہے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۴۰)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات اقدس واقعی علیم ہے اور وہ حکیم ہے۔ اس کے فیصلے کو کوئی رد نہیں کرسکتا وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا لخت جگر ابراہیم اٹھارہ ماہ کی عمر میں بروز منگل دس ربیع الاول ۱۰ھ کو اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونہار پاکیزہ لاڈلا بیٹا ابراہیم قضائے الٰہی سے وفات پا گیا۔ ہاں ہاں وہ اللہ کو پیارا ہوگیا! یہ بات لکھتے ہوئے قلم لرزتا ہے، دل دھڑکتا ہے، آنکھیں آنسو بہاتی ہیں، فضائیں سوگوار ہیں، ماحول پر سناٹا طاری ہے، ہر کوئی دم بخود گھر کے آنگن میں خاموشی طاری ہے، ہر کسی کے دل میں درد والم کی ٹیس اٹھ رہی ہے۔

سیدہ مایہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے لیے یہ حادثہ شدت غم کی وجہ سے جانکاہ ثابت ہوتا۔ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال درجے کے صبر ورضا کی کیفیت نہ دیکھ لیتیں تو شاید یہ صدمہ برداشت نہ کرسکتیں۔

مومن کی تو شاں ہی یہ ہوتی ہے۔ کہ جب اسے کوئی حادثہ پیش آتا ہے تو اس کی زبان سے بے ساختہ ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' جیسے نورانی کلمات نکلتے ہیں۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ان غمناک لمحات کی روداد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اپنی مشہور ومعروف کتاب الاستیعاب میں ان لمحات کی منظر کشی ان الفاظ میں کی ہے۔

((اَخَذَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ فَأَتَى النَّخْلَ فَاِذَا ابْنُهُ اِبْرَاهِيْمَ فِيْ حِجْرِ اُمِّهٖ وَهُوَ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَأَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَوَضَعَهُ فِيْ حِجْرِهٖ ثُمَّ قَالَ: " يَا اِبْرَاهِيْمُ اِنَّا لَا نُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا" ثُمَّ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ وَقَالَ "يَا اِبْرَاهِيْمُ لَوْ لَا اَنَّهُ اَمْرٌ حَقٌّ وَوَعْدٌ صِدْقٌ وَاَنَّ آخِرَنَا سَيَلْحَقُ اَوَّلَنَا لَحَزِنَّا عَلَيْكَ حُزْنًا هُوَ اَشَدُّ مِنْ هٰذَا وَاِنَّا بِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ تَبْكِي الْعَيْنُ وَ يَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُوْلُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ))

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم شریف میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے:

((لَقَدْ رَأَيْتُهُ- أَيْ إِبْرَاهِيمَ ، وَهُوَ يَكِيدُ بِنَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَدَمَعَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ، تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبَّنَا وَاللّٰهِ يَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ))

ابراہیم بنو مازن بن نجار کے محلے میں دودھ پیتے تھے وہیں فوت ہوئے جلیل القدر صحابیہ ام بردہ انصاریہ رضی اللہ عنہا نے انھیں غسل دیا۔ ان کے گھر سے چھوٹی سی چارپائی پر لاڈلے ابراہیم کا جنازہ جنت البقیع کی طرف روانہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے درمیان چل رہے تھے۔ جنازے میں شریک تمام لوگوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے غم میں برابر کے شریک تھے۔

رسول اللہ ﷺ کو یکے بعد دیگرے اپنی اولاد کی طرف سے اس نوعیت کے صدمات سے دو چار ہونا پڑا۔ آپ کی بیٹیاں زینب، رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن وفات پا گئیں، آپ کی چہیتی بیوی سیدہ خدیجہ الکبری مکہ معظمہ میں دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئیں۔

رسول اللہ ﷺ نے یکے بعد دیگرے آنے والے صدمات کو صبر و تحمل سے برداشت کیا اور تسلیم و رضا کا پیکر بن کران دردناک لمحات کا سامنا کیا۔ اپنی زبان مبارک سے گلے شکوے کا اظہار نہیں کیا۔

آخر لاڈلے بیٹے کا پاکیزہ جسم خاکی جنت البقیع میں پہنچ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے کی نماز جناہ پڑھائی۔ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں اور یہ فرمایا کہ ہم اپنے لاڈلے بیٹے کے جسم خاکی اپنے پیارے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کے ساتھ دفن کر رہے ہیں۔ اور زبان مبارک سے کہا: بیٹا نیک صالح عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے ساتھ محو استراحت ہوجا۔ اچھا بیٹا! اللہ کے حوالے۔

ابراہیم کو دفن کرتے وقت قبر میں فضل بن عباس اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اترے، اور نبی کریم ﷺ قبر کے کنارے پر تشریف فرما تھے۔ دفن کرنے کے بعد مٹی ڈالی اور پانی کا چھڑکاؤ کیا یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنے بیٹے کو قبر میں لٹایا اور مٹی ڈالی، اور پانی چھڑکا لاڈلے پاکیزہ بیٹے ابراہیم پر سلامتی ہو اور ابراہیم کے والد گرامی

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام الصابرین وامام المتقین سیدنا محمد ﷺ پر درود وسلام ہو۔

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اور وصیت نبویہ

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تسلیم ورضا کی پیکر تھیں۔ صبر وتحمل کے حوالے سے ان کی مثال دی جاتی تھی۔ اپنے لاڈلے بیٹے ابراہیم کی وفات سے جو انھیں دلی صدمہ ہوا، پیارے بیٹے کی جدائی سے جو اسے غم لاحق ہوا۔ جس اضطراب، قلق اور بے چینی میں مبتلا ہوئیں، رسول اللہ ﷺ نے اس نازک ترین موقع پر کمال شفقت کا رویہ اختیار کرتے ہوئے انھیں تسلی دی۔ آپ کے اس وصف کا اعتراف تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے:

﴿ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (التوبہ: ۹/ ۱۲۸)

مزید آپ نے سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو تسلی دیتے ہوئے یہ فرمایا:

((ان له مرضيها يتم الرضاعة في الجنة))

''جنت میں دودھ پلانے والی اس کی مدت رضاعت کو پورا کرے گی۔''

صحیح مسلم میں یہ حدیث مروی ہے:

((اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِيْ وَاِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَاِنَّ لَهُ لَظِئْرَيْنِ تُكْمِلَانِ رَضَاعَةً فِي الْجَنَّةِ))

''میرا بیٹا ابراہیم دودھ پینے کی صورت میں فوت ہوا۔ جنت میں دو دودھ پلانے والی آیائیں اس کے دودھ پینے کی مدت کو پورا کریں گی۔''

جب رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم فوت ہوئے، اس دن یہ عجیب واقعہ پیش آیا کہ سورج کو گرہن لگ گیا۔

لوگوں کے خیال میں یہ بات آئی کہ سورج گرہن رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کی وفات کی وجہ سے لگا ہے۔ اور معاشرے میں بات عام ہوگئی۔ ہر کوئی یہی کہنے لگا کہ سورج کو گرہن لگا ہی اس وجہ سے ہے کہ آج رسول اللہ ﷺ کا لخت جگر فوت ہوا ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا کہ کچھ لوگ یہ بات کہہ رہے ہیں تو مسجد نبوی میں تشریف لائے، منبر پر کھڑے ہوکر خطاب کرتے ہوئے فرمانے لگے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لاَ تَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ))

بخاری شریف میں اس طرح منقول ہے۔

((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَأَيْتُمْ فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰهَ))

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اپنے لاڈلے بیٹے ابراہیم کے بارے میں سنا کہ جنت میں دو آیا اسے دودھ پلانے پر مامور ہوں گی تو ان کے دل کو اطمینان حاصل ہوا اور وہ اپنے لاڈلے بیٹے کا اعزاز سن کر بہت خوش ہوئیں۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو یہ حکم دیا کہ قبطی خاندان سے حسن سلوک سے پیش آنا۔ اور انھیں یہ حکم دیا کہ قبطی خاندان کے ساتھ خیر خواہی کا رویہ اختیار کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی عزت افزائی کے لیے تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:

((لَوْعَاشَ اِبْرَاهِيْمَ لَاَعْتَقْتُ اَخْوَالَهٗ وَلَوَضَعْتُ الْجِزْيَةَ عَنْ كُلِّ قِبْطِيٍّ))

''اگر ابراہیم زندہ رہتا تو میں اس کے ماموؤں کو ازاد کر دیتا، اور ہر قبطی کو جزیہ معاف کر دیتا۔''

صحیح مسلم میں یہ روایت منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا دَخَلْتُمْ مِصْرَ فَاسْتَوْصَوْا بِالْقِبْطِ خَيْرًا فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَّرَحِمًا))

''جب تم مصر میں داخل ہو تو قبطی خاندان کے ساتھ حسن سلوک اور خیر خواہی سے پیش آنا کیونکہ وہ شفقت اور ہمدردی کے مستحق ہیں۔''

نیز ان کے ساتھ ہماری پرانی رشتہ داری ہے۔

ایک روایت میں سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِنَّكُمْ سَتَفْتِحُوْنَ مِصْرَ وَهِيَ اَرْضٌ يُسَمّٰى فِيْهَا الْقِيْرَاطُ فَاِذَا فَتَحْتُمُوْهَا فَأَحْسِنُوْا اِلٰى اَهْلِهَا فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَّرَحِمًا))

اس فرمان نبوی میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مصر کے فتح ہونے کی پیشین گوئی بھی کردی گئی۔

رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی، کیونکہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مصر فتح ہوا اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے قبطی خاندان کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ اختیار کیا۔ علامہ یاقوت حموی اپنی مشہور و معروف کتاب معجم البلدان میں لکھتے ہیں کہ جب سیدنا حسن بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی تو اس موقع پر ارشاد فرمایا: سرزمین مصر کی حفن بستی کے باشندوں سے ٹیکس نہ لیا جائے، کیونکہ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اسی بستی کی باشندہ تھیں، اوراس بستی میں رسول اللہ ﷺ کے لاڈلے بیٹے ابراہیم کے ماموں رہتے ہیں۔

تاریخ سے یہ بھی معلومات ملتی ہیں کہ مصر فتح ہوجانے کے بعد سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ مصر تشریف لائے اور انھوں نے دریافت کیا کہ حفن بستی کون سی ہے؟ اور سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی جگہ کون سی ہے انھیں اس جگہ کی نشاندہی کی گئی تو سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اس جگہ پر مسجد تعمیر کرادی، تاکہ یہ جگہ یادگار بن جائے۔

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ادب، اخلاق، تسلیم ورضا اور حسن و جمال کی وجہ سے ازواج مطہرات میں رشک کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ ابراہیم کی ولادت سے ان کی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی عادات پسند تھیں۔ ازواج مطہرات میں سے سیدہ عائشہ صدیقہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما نے اس صورت حال کو شدت سے محسوس کیا۔ ان کے دل میں یہ احساس پیدا ہوا، کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی زیادہ توجہ حاصل نہ کرسکیں، لیکن انھیں اس سلسلے میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی اہمیت دن بدن بڑھتی ہی چلی گئی۔

جب رسول اللہ ﷺ نے دنیا فانی سے کوچ کیا تو آپ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے راضی تھے، اوروہ اہل بیت میں شامل تھیں، جن سے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آلودگی دور کردی تھی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کل نفس ذائقۃ الموت

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نہایت ہی ادب واحترام سے پیش آیا کرتے تھے۔ وہ ان کے فضل وشرف کو بخوبی جانتے تھے، وہ ان کی دینداری، تقویٰ اور عبادت گزاری کے قدردان تھے۔ وہ ان کے ساتھ انتہائی حسن سلوک کا رویہ اختیار کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نماز اور ذکر الٰہی میں اکثر و بیشتر مصروف رہا کرتی تھیں۔ قرآن مجید میں اللہ والوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (الرعد ۲۸)

”جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے مطمئن ہوتے ہیں آگاہ رہیں کہ اللہ کی یاد سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔“

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ اختیار کیا، اور ان کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دور خلافت میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ادب واحترام کا رویہ اختیار کیا۔ وہ ان کی گھریلو ضروریات کا حد درجہ خیال رکھا کرتے تھے۔

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا خلافت راشدہ کے مبارک دور میں پانچ سال زندہ رہیں ماہ محرم ۱۶ھ میں سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نے بیماری محسوس کی، اور انھیں محسوس ہوا کہ اب دنیا سے کرنے کا وقت قریب آرہا ہے۔ چند دن بعد وہ ۱۶ ھ کو مدینہ منورہ میں اللہ کو پیاری ہوگئیں اور ان کی زبان پر ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کے نورانی کلمات جاری تھے۔

وہ واضی خوشی اللہ کے حضور پہنچ گئیں، مدینہ منورہ میں ان کی وفات حسرت آیات کا اعلان ہوا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بذات خود اعلان کیا، اور لوگوں کو جنازے میں شریک ہونے کا حکم دیا۔

جنت البقیع میں لوگ بڑی تعداد میں جمع ہوگئے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور انھیں ان کے لاڈلے بیٹے ابراہیم کی قبر کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ بیشتر خواتین اہل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت بھی وہیں مدفون تھیں۔

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں نہایت عمدہ پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی بسر کی۔ ان کی زندگی کے معطر، پاکیزہ اور اثر انگیز واقعات قیامت تک آنے والی خواتین کے لیے مشعل راہ بن گئے۔

ان کو الوداع کہتے ہوئے ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ فرمان بیان کرنا اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَ الْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ (الحج: ۳۴/ ۳۵)

وہ اپنے اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ عَمَلاً صَالِحًا يُقَرِّبُنَا اِلَيْكَ ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اَنْ تُلْهِمَنَا الصَّوَابَ وَتَجْعَلَ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رُشْدًا
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے۔

❊❊❊

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

13

خواتین اہل بیت

ام المؤمنین سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

رسالت مآب ﷺ کی پاکیزہ زوجہ مطہرہ کی پُرنور سیرت کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

- سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سیدنا نبی کریم ﷺ کے بیٹے ابراہیم کی والدہ ماجدہ تھی۔
- نبی کریم ﷺ کے نزدیک یہ بڑی معزز تھیں۔ یہ بڑی پرہیزگار اور پاکیزہ صفات خاتون تھیں۔
- سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا مشرف باسلام ہوکر عظمتوں کا استعارہ بن گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں خوشگوار زندگی بسر کی اور اہل بیت کا فرد ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔
- تقدیر الٰہی کے سامنے صبر ورضا سے سر تسلیم خم کر دینا ان کا مثالی کردار تھا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ کے کارناموں سے

آج یہ عظیم المرتبت خاتون مصر سے تشریف لاتی ہے۔ تا کہ مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہوا اور خانہ نبوی کے پاکیزہ ماحول میں داخل ہوکر حرم نبوی میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کی والدہ ماجدہ بننے کا شرف حاصل کرے۔ اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ اللہ کے نبی سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ام العرب کا لقب پانے والی سیدہ ہاجرہ مصریہ رضی اللہ عنہا کی یاد کوتازہ کرے۔

یہ عظیم المرتبت خاتون کون تھیں؟ یہ خانہ نبوی میں کیسے داخل ہوئی؟

مفسرین، مورخین، سیرت نگار رقمطراز ہیں کہ اس خاتون کا نام ماریہ بنت شمعون قبطیہ تھا۔ یہ خانہ نبوی ﷺ کی ایک ایسی جلیل القدر خاتون ہیں جنھیں دنیا بھر میں بڑی شہرت حاصل ہوئی۔

یہ مصری خاتون دلکش، دلفریب اور دلربا ہار کا ایک عمدہ، نفیس اور چمکدار موتی کیسے بنیں؟ اور انھیں نبی کریم ﷺ کے پاکیزہ گھر کا خوشگوار سایہ کیسے نصیب ہوا؟ اور انھیں تاریخ ساز خواتین کی فہرست میں شامل ہونے کا اعزاز کیسے حاصل ہوا؟

آئندہ سطور میں اس کی تفصیلات پیش کی جاتی ہیں۔

سیدہ ماریہ بنت شمعون صلح حدیبیہ کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائیں یہ واقعہ ۷ھ میں پیش آیا۔ جب رسول اللہ ﷺ اور مشرکین مکہ کے درمیان حدیبیہ کے مقام پر صلح طے پائی تو صلح کے بعد جزیرہ العرب کی فضا پرسکون ہوگئی، روئے زمین پر دعوت اسلامی کی ہوا کے عطر بیز جھونکے ماحول کو معطر کرنے لگے اور نور ایمان کی کرنیں تمام لوگوں ضوفشانی کرنے لگیں۔

سیدنا حبیب مصطفیٰ ﷺ نے شاہان عالم اور امرائے عرب کو دامن اسلام سے وابستہ ہونے کی دعوت دینے کی غرض سے خطوط لکھے۔

آپ کو یہ بات بتائی گئی کہ بادشاہ مہر کے بغیر خطوط وصول نہیں کرتے، تو رسول اللہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے چاندی کی مہر تیار کروائی جس میں اس ترتیب سے یہ الفاظ لکھوائے گئے:

اللہ

رسول

محمدؐ

رسول اللہ ﷺ نے شاہان عرب وعجم کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے حکمت بھرے ناصحانہ خطوط ارسال کیے۔ اس سلسلے میں آپ نے بڑا اہتمام کیا عالم فاضل اور تجربہ کار صحابہ کرام کو یہ خطوط بادشاہوں تک پہنچانے کے لیے منتخب کیا پہلے مرحلے پر آپ نے جن بادشاہوں کو خطوط ارسال کیے وہ یہ تھے:

① روم کا بادشاہ ہرقل۔

② ایران کا بادشاہ پرویز۔

③ مصر کا بادشاہ مقوقس۔

④ حبشہ کا بادشاہ نجاشی۔

ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ ان بادشاہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کریمانہ خطوط کس طرح وصول کیے؟ میں اس حوالے سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہرقل، نجاشی اور مقوقس نے تو رسول اللہ ﷺ کے مبارک خطوط کو نہایت ادب واحترام سے وصول کیا۔ اور بہت عمدہ جواب دیا۔

سیرت کی کتابوں سے پتا چلتا ہے کہ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی حد درجہ تکریم کی مقوقس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف قیمتی تحائف ارسال کیے۔ اور خط لکھنے کا شکریہ ادا کیا۔

ایران کا بادشاہ پرویز خط کے مندرجات سن کر آگ بگولہ ہوگیا۔ اور اس نے غضبناک ہوکر رسول اللہ ﷺ کے خط کو پھاڑ دیا۔ مزید اس نے ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا کہ اسے قیدی راجدھانی میں رہتے ہوئے مجھے خط لکھنے کی جسارت اور جرأت کیسے ہوئی؟

جب یہ صورت حال رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوتی تو آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے:

''اس نے ہمارے خط کو پھاڑا ہے تو اللہ اس کے ملک کو ریزہ ریزہ کردے۔''

حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے یہ نکلے ہوئے کلمات عرش الٰہی تک پہنچے اور واقعی یہ ہوا۔ کہ اس کی حکومت کا شیرازہ بکھر گیا۔ اس کے بیٹے نے اسے قتل کرکے اسے عبرت کا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشان بنا دیا۔ اور اس کے بعد کسی شخص کو کسریٰ کا مقام حاصل نہ ہو سکا۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی برحق ثابت ہوا، آپ نے فرمایا تھا:

((إِذَا هَلَكَ كِسْرَىٰ فَلَا كِسْرَىٰ بَعْدَهُ)) (رواہ مسلم)

''جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔''

ماریہ مقوقس کا تحفہ

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مقوقس کی جانب سے جو تحفہ بھیجا گیا۔ اس پر گفتگو کرنے سے پہلے ہم مقوقس کی شخصیت پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتے ہیں تا کہ اس کی سخاوت کا پہلو نمایاں ہو سکے۔

مقوقس اسکندریہ کا حکمران تھا اور وہ مصر میں سلطنت روما کا نمائندہ تھا۔ مقوقس کا نام جریج بن مینا تھا۔

مصر اس دور میں سلطنت روما کی مالدار ترین سرسبز و شاداب، آباد اور مفید نتائج برآمد کرنے والی ریاست تھی۔

علامہ ابن تغری بردی اپنی کتاب ''النجوم الزہراء'' میں لکھتے ہیں کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر کی تعریف ان الفاظ میں کی:

((مِصْرُ تُرْبَةٌ غَبْرَآءُ، وَشَجَرَةٌ خَضْرَآءُ، طُوْلُهَا شَهْرٌ وَ عَرْضُهَا شَهْرٌ))

جب رسول اللہ ﷺ نے مقوقس کی جانب خط ارسال کرنے کا ارادہ کیا تو یہ فریضہ سرانجام دینے کے لیے اپنے صحابہ کرام میں سے سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا۔

سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ بڑے فصیح و بلیغ اور عمدہ انداز میں گفتگو کرنے والے مشہور و معروف دانشور تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے مقوقس کی جانب جو خط لکھا اس کی عبادت یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ إِلَى الْمُقَوْقِسْ عَظِيْمِ الْقُبْطِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمَّا بَعْدُ: فَاِنِّیْ اَدْعُوْكَ بِدِعَایَةِ الْاِسْلَامِ، اَسْلِمْ تَسْلَمْ، وَاَسْلِمْ یُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَیْنِ فَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَاِنَّ عَلَیْكَ اِثْمَ الْقُبْطِ

﴿ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْئًا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴾ (آل عمران ۶۴)

سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکتوب گرامی لیا اور سفر پر روانہ ہوگئے۔ مصر پہنچ کر مقوقس کے دربار میں داخل ہوئے۔ اس نے خوش آمدید کہا اور نہایت عمدہ انداز میں مہمان نوازی کی۔

سیدنا حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ نے حکمت و دانش کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہایت ہی سلجھے انداز میں اس سے گفتگو کرتے ہوئے کہا: کہ جناب عالی! آپ سے پہلے مصر کا ایک حکمران ہوگزرا ہے۔ جو اپنے رب اعلیٰ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسے دنیا و آخرت کے لیے عبرت کا نشان بنادیا، اس کو المناک انجام سے دوچار کیا آپ اس سے عبرت حاصل کریں، ایسا طرز عمل نہ اپنائیں کہ لوگ آپ سے عبرت حاصل کرنے لگیں۔

مقوقس نے بڑے غور سے سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی اور واضح طور پر اسے محسوس ہوا کہ یہ بالکل سچ کہہ رہے ہیں۔ اس نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم ایک دین کے پیروکار ہیں۔ ہم اسے اس صورت میں چھوڑ سکتے ہیں کہ ہمیں اس سے بہتر دین میسر آئے۔

سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے جب مقوقس کی زبان سے یہ بات سنی تو ان پر مقوقس کی دانشمندی آشکار ہوئی۔

سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے مقوقس سے کہا کہ ہم آپ کو دین اسلام کی دعوت دیتے ہیں جسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام ادیان سے بالاتر بنایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس دین کی دعوت دی تو قریش نے آپ کے خلاف ترین ردعمل کا اظہار کیا۔ یہودیوں نے آپ کے ساتھ معاندانہ رویہ اختیار کیا اور نصاریٰ نے بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

اللہ کی قسم! جس طرح سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی بشارت دی تھی اسی طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی بشارت دی تھی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم آپ کو قرآن مجید کی طرف اسی طرح دعوت دیتے ہیں جس طرح آپ اہل تورات کو انجیل کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ ہر نبی جس قوم میں آیا وہ اس کی امت کہلائی۔ قوم پر یہ واجب ٹھہرا کہ اپنے نبی علیہ السلام کی اطاعت اختیار کریں۔ آپ نے چونکہ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے دور کو پایا ہے۔ لہٰذا آپ ان کے امتی ہیں۔ ہم آپ کو دین برحق سے نہیں روکتے ہماری دعوت تو یہ ہے کہ دین برحق کو برحق تسلیم کرتے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین اسلام کو اختیار کریں یہ دین سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی شریعت کی بھی تصدیق کرتا ہے۔

مقوقس کو سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی بات بہت اچھی لگی اور اس کے دل پر بڑا اثر ہوا اور اس نے کہا:

((إِنِّی قَدْ نَظَرْتُ فِیْ اَمْرِ هٰذَا النَّبِیِّ فَوَجَدْتُّهٗ لَا یَأْمُرُ بِمَزْهُوْدٍ فِیْهِ وَلَا یَنْهٰی عَنْ مَرْغُوْبٍ فِیْهِ وَلَمْ اجِدْهُ بِالسَّاحِرِ الضَّالِ، وَلَا الْكَاهِنِ الْكَاذِبِ وَوَجَدْتُ مَعَهٗ آیَةَ النُّبُوَّةِ بِاِخْرَاجِ الْخَبْءِ وَالْاِخْبَارِ بِالنَّجْوٰی سَأَنْظُرُ))

پھر مقوقس نے نہایت احترام واکرام سے نبی کریم ﷺ کے مکتوب گرامی کو ہاتھی دانت کی بنی ہوئی خوبصورت ڈبیا میں بند کر کے اپنی کنیز کے حوالے کر دیا۔ اور پھر اس نے کاتب کو بلایا جو عربی زبان لکھنا جانتا تھا، تو اس سے نبی کریم ﷺ کے لیے یہ خط لکھوایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، مِنَ الْمُقَوْقَسِ عَظِیْمِ الْقُبْطِ، سَلَامٌ عَلَیْكَ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَرَأْتُ كِتَابَكَ وَفَهِمْتُ مَا ذَكَرْتَ فِیْهِ وَمَا تَدْعُوْا اِلَیْهِ وَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّ نَبِیًّا بَقِیَ وَكُنْتُ اَظُنُّ اَنَّهٗ سَیَخْرُجُ بِالشَّامِ وَقَدْ اَكْرَمْتُ رَسُوْلَكَ وَبَعَثْتُ اِلَیْكَ بِجَارِیَتَیْنِ لَهُمَا مَكَانٌ فِی الْقُبْطِ عَظِیْمٌ وَبِكِسْوَةٍ وَاَهْدَیْتُ اِلَیْكَ بَغْلَةً لِتَرْكَبَهَا وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ))

مقوقس نے اسی پر اکتفا کیا اور اس سے زیادہ کچھ نہ لکھا۔ لیکن اس نے اسلام قبول نہیں کیا۔ البتہ اس نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہا:

تم خود بھی دانشور ہو اور دانشور کی طرف سے آئے ہو۔ یہ چند تحائف میں آپ کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف بھیج رہا ہوں اور تمھارے ہمراہ ایک شخص کو بھی روانہ کر رہا ہوں جو تم کو منزل تک پہنچائے گا۔

تحائف بڑے قیمتی تھے۔ ان تحائف میں دو کنیزیں بھی تھیں۔ ان میں ایک ماریہ بنت شمعون اور دوسری ان کی ہمشیرہ سیرین تھیں۔ ایک سفید رنگ کی خچر تھی جس کا نام دلدل تھا۔ یہ خچر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور تک زندہ رہا۔ ان کے علاوہ مصر میں تیار کردہ عمدہ کپڑے بھی تھے۔

سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کامیابی کے ساتھ سفارتی فرائض سرانجام دے کر واپس مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ واپسی پر راستے میں ماریہ قبطیہ کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی اور اسلام کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے انھیں قبول کرنے کی رغبت دلائی تو ماریہ اور ان کی ہمشیرہ نے اسلام قبول کرلیا۔ پاکیزہ بات کو قبول کرتے ہوئے سیدھی راہ پر گامزن ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اسلام قبول کرنے کا اعزاز بخشا۔

عزت کا مقام

ماریہ قبطیہ اور مقوقس کے دیگر تحائف مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ ماریہ قبطیہ نے انصار کے مرکز مدینہ منورہ کی طرف آتے ہوئے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کرلیا۔

مدینہ منورہ پہنچ کر سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کے حرم میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی اور ان کی ہمشیرہ سیرین کو مشہور و معروف اور عظیم شاعر سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے حرم میں شامل کر دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ کے تفویض کردہ گھر میں ٹھہرایا، پھر انھیں دوسرے مکان میں منتقل کر دیا جو مشربہ ام ابراہیم کے نام سے مشہور ہوا۔

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا بڑی حسین و جمیل خاتون تھیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کی خوبیوں کا برملا اعتراف کیا کہ ہمیں بھی ان کے شباب اور حسن و جمال پر رشک آتا تھا۔ ایک سال وہ ہمارے پڑوس میں حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں مقیم رہیں، پھر ان کی رہائش ہم سے قدرے دور ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ بھی ان کا بہت خیال رکھا کرتے تھے۔

ہمیں ان کی قسمت پر رشک بھی آیا کرتا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریف لے جاتے تو ہمیں سکناپے کی وجہ سے بڑی چبھن محسوس ہوتی۔

واہ رے یہ بیٹے کی خوشخبری!

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ میں رہائش اختیار کیے ہوئے ایک سال بیت گیا۔ ایک دن ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتایا کہ میری گود ہری ہوئی ہے۔ میں کچھ عرصے بعد بچے کو جنم دوں گی۔ یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اس وقت تقریباً ساٹھ سال تھی۔

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے علاوہ آپ کی ساری اولاد اللہ کو پیاری ہوچکی تھی۔ اس خوشخبری نے ماضی کی تاریخ کو دہرا دیا۔ آپ کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام ان کی بیوی سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹا اسماعیل علیہ السلام یاد آئے جن کی داستان قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے۔

جب حمل کی مدت پوری ہوئی تو ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا خوش نصیب تھیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے کو جنم دینے والی تھیں ولادت کا وقت قریب آیا۔ ان کے لیے خصوصی اہتمام کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیز ام رافع سلمٰی کی خدمات حاصل کی گئیں۔ انھیں ولادت کے معاملے کو نمٹانے کا خصوصی تجربہ تھا اور یہ خانہ نبوی کی قابل اعتماد خادمہ تھیں۔

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نے نہایت خوبصورت بیٹے کو جنم دیا، جو شکل وصورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہہ تھا۔ ام رافع رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند ابو رافع رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نے بیٹے کو جنم دیا۔ انھوں نے ہوا سے بھی تیز قدم اٹھاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر آپ کو بیٹے کی خوشخبری دیتے ہوئے مبارک باد دی۔ یہ بشارت سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مسرت وشادمانی سے باغ باغ ہوگیا، اور آپ نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کو ایک غلام بطور تحفہ دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں دن سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی مبارک ہستی کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے بیٹے کا نام ابراہیم رکھا۔

سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کی ولادت با سعادت ماہ ذی الحجہ ۸ ھ میں ہوئی۔ اس ولادت کی مناسبت سے سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو آزادی نصیب ہوئی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَعْتَقَهَا وَلَدُهَا))

"انھیں ان کے بیٹے نے آزادی دلا دی۔"

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيُّمَا أَمَةٍ وَلَدَتْ مِنْ سَيِّدِهَا فَإِنَّهَا حُرَّةٌ وَإِذَا مَاتَ إِلَّا أَنْ يُعْتِقَهَا قَبْلَ مَوْتِهِ))

''جو عورت اپنے آقا کے بچے کو جنم دے جب وہ آقا فوت ہوجائے تو عورت آزاد ہے۔ ہاں اگر وہ آقا اپنی موت سے پہلے اسے آزاد کر دے تو پھر بھی وہ آزاد ہے۔''

جب یہ خبر مدینہ منورہ میں پھیلی تو تمام اہل ایمان اور خاص طور پر انصار بہت زیادہ خوش ہوئے کہ ماریہ قبطیہ کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے نے جنم لیا ہر ایک نے بڑھ چڑھ کر خوشی کا اظہار کیا ہر گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ یہ خبر سن کر ہر مسلمان کا چہرہ مسرت وشادمانی سے کھل اٹھا۔ ہر گھر میں گھی کے چراغ جلنے لگے۔ جس کو دیکھو خوشی سے نہال ہوا جا رہا ہے۔ کیونکہ مسلمان اس بیٹے کی قدر و قیمت کو جانتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اولاد بڑی مدت کے بعد بیٹا عطا کیا تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ کے ہاں کوئی اوالد نہ ہوئی تھی۔ یہ سلسلہ عرصہ دراز سے منقطع تھا۔ اس بیٹے کی پیدائش نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد دلا دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دلی خوشی محسوس ہوئی اور آپ نے ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ تعریف کی۔

ام ابراہیم ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو خانہ نبوی کی خواتین میں بڑا اہم مقام نصیب ہوا۔ انصاری خواتین بھی انھیں رشک بھری نگاہوں سے دیکھنے لگیں۔ انھیں ہر طرف سے خوشیوں کی بہار پھول برساتی ہوئی دکھائی دینے لگی۔ خاص طور پر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کی نعمت میسر آئی۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کو دودھ پلانے کے لیے انصار کی ایک خاتون ام سیف کا انتخاب کیا جیسا کہ بخاری اور مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وُلِدَ لِيَ اللَّيْلَةَ غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ بِاسْمِ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَدَفَعْتُهُ إِلَى أُمِّ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سَیْفٍ اِمْرَءَ ۃٍ فِی الْمَدِیْنَۃِ))

''رات میرا بیٹا پیدا ہوا میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی مناسبت سے رکھا اور دودھ پلانے کے لیے اسے ایک انصاری خاتون ام سیف کے حوالے کیا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی دائی ام سیف کی بہت عزت افزائی کی۔ اسے سات بکریاں فراہم کیں تا کہ وہ ان کے دودھ سے توانائی حاصل کر سکے۔ اور ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو بھی دلی خوشی اور اطمینان حاصل ہو کہ ان کا بیٹا توانا ہو رہا ہے۔

ابراہیم کی ولادت کی خوشی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسرت و شادمانی کے ساتھ عبادت سمجھتے ہوئے۔ مدینہ منورہ کے مساکین میں جی بھر کر صدقہ و خیرات کیا۔ جب بیٹا سات دن کا ہوا تو اس کا عقیقہ کیا اور دو مینڈھے ذبح کیے۔ بیٹے کے سر کے بال ابو ہندا انصاری رضی اللہ عنہ نے اتارے اور بالوں کے وزن کے مطابق مساکین کو چاندی دی تو وہ بہت خوش ہوئے، آپ نے وہ بال زمین میں دفن کر دیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کا نام ابراہیم رکھا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹے ابراہیم نے جنم لیا تو سیدنا جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فرمایا۔

''اے ابو ابراہیم السلام علیکم!''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دلی طور پر خوش ہوئے اور مطمئن ہو گئے۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاداں و فرحاں اپنے بیٹے ابراہیم کو گود میں لے کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور فرمایا: عائشہ! اس کی شکل و شباہت تو دیکھو۔ انھوں نے سکناپے کی غیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں کچھ نہیں دیکھوں گی۔

ان کا یہ انداز دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے۔ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے لیے مغفرت کی دعا کی۔ اور آپ نے محسوس کیا کہ یہ محض سکناپے کی غیرت ہے، کوئی بات نہیں ایسا ہوتا ہی ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے از خود اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماریہ قبطیہ سے بیٹا عطا کیا جبکہ میں اور دیگر امہات المومنین اس نعمت سے محروم رہیں۔

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی ہر ممکن یہ کوشش ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش رکھا جائے،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ وہ یہ بھی اچھی طرح جانتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بیٹے ابراہیم کو وجہ سے بہت زیادہ خوش ہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ اس کے اس تشریف لائے تو وہ ایسے دلپذیر انداز میں خوش آمدید کہتی کہ آپ کو دلی مسرت محسوس ہوئی۔ وہ یہ جانتی تھی کہ ننھا ابراہیم رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور ہے۔

وہ اس منظر کا بچشم خود مشاہدہ کیا کرتی تھی۔ کہ آپ ﷺ اپنے لاڈلے بیٹے کو دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ پہلے ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا بیٹے کو جنم دیتے ہی آزادی کی نعمت سے سرفراز ہوگئی تھی، دین اسلام کا یہ اختیار ہے کہ یہ غلاموں کو آزاد کرنے کو بہتر صورت ترجیح دیتا ہے۔

اسلام نہیں چاہتا کہ کسی انسان کی گردن میں غلامی کا طوق باقی رہے۔

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی رفیقہ حیات ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے گھر عزت، امن اور سکون کے ساتھ زندگی بسر کی۔

پاکیزہ اور متقی

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا ہدایت کے راستے پر گامزن ہوئیں، اسلام کی نعمت سے سرفراز ہوئیں، اس دین کو پسند کیا جس نے انھیں عزت وشہرت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔

وہ ایک ایسی خاتون کہلاتی جو دنیا کی تاریخ میں فضل وشرف کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتی۔

سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا پاکیزہ، منور، گداز دل، صداقت، شرافت اور لطافت کی پیکر، فصاحت، بلاغت اور زبان کی حلاوت کی خوگر ذہانت، فطانت اور ذکاوت سے آراستہ، حسین و جمیل عالی مرتبت خاتون تھی۔ ان اوصاف کی بنا پر رسول اللہ ﷺ ان سے بہت خوش تھے۔

گھر میں ایندھن اور پانی لانے کے لیے ایک قبطی خادم کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ منافقین نے سیدہ ماریہ قبطیہ کے بارے میں ایسی ہی بے پر کی باتیں اڑانا شروع کر دیں جس طرح سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں افواہیں پھیلائی گئی تھیں۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مقابلے کی تحقیق کا فریضہ سونپا گیا انھوں نے اپنی مومنانہ بصیرت سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا اور سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں پاکیزہ کردار ہونے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی شہادت دی۔

رسول اللہ ﷺ اس موقع پر فرمایا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُصَرِّفُ عَنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ))

''شکر ہے اس اللہ کا جو ہم اہل بیت سے ہر قسم کی آلودگی کو دور کر دیتا ہے۔''

اس طرح منافقین اور افواہیں پھیلانے والوں کی یہ گھناونی سازش بھی بری طرح ناکام ہوگئی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خانہ نبوی کے پاکیزہ ماحول کو ہر قسم کی آلودگی سے محفوظ رکھا اور اہل بیت کے تقویٰ وطہارت پر کسی قسم کی کوئی آنچ نہیں آنے دی۔

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اور ابراہیم کی وفات

ابراہیم کی ولادت سے سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی سعادت، اہمیت اور شان وشوکت میں بے پناہ اضافہ ہوگیا۔

رسول اللہ ﷺ انھیں اور زیادہ اہمیت دینے لگے۔ انھیں یوں محسوس ہونے لگا، جیسے ہر طرف خوشیوں کی بہار سایہ فگن ہے گھر کے آنگن میں بہاریں پھول برسا رہی ہیں، فضائیں نغمہ سرا ہیں اور گھر کے در و دیوار مسکرا رہے ہیں۔

ابراہیم کی ولادت کے بعد رسول اللہ ﷺ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کا بہت زیادہ خیال رکھنے لگے۔ اور ان کی قوم کو بھی زیادہ اہمیت دینے لگے۔ ابراہیم نے رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ پورا نہ کیا تھا کہ بیماری لاحق ہوگئی، سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اپنے لاڈلے بیٹے کی بیماری سے بہت زیادہ پریشان ہوگئیں۔ دن بدن اس کی حالت بگڑتی گئی۔ ماں کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کرے۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

کچھ سجھائی نہیں دیتا تھا کہ اپنے محبوب نظر اکلوتے بیٹے کی بیماری کا کیا علاج کرے۔

ایک دن ننھے ابراہیم کی بیماری بڑی شدت اختیار کرگئی اسے دودھ پلانے والی آیا کے خاوند براء بن انس افسردہ چہرہ، کبیدہ خاطر مضطرب و پریشان اور بوجھل قدم اٹھاتے ہوئے مسجد نبوی کی طرف گئے، دل غمگین تھا۔ آنکھیں پرنم تھیں، اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ دنیا بھر کا بوجھ ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کندھوں پر آ گرا ہے۔

وہ سوچ رہے تھے کہ یہ غمناک خبر رسول اللہ ﷺ کو کیسے سنائی جائے؟ یہ ایک ایسی اندوہناک خبر تھی کہ ان کا دل چاہتا تھا کہ ان کی جان لے لی جائے لیکن ننھے پیارے راج دلارے ابراہیم کو کچھ نہ ہو۔ ان کا اپنا بچہ لے لیا جائے لیکن لاڈلا ابراہیم شفایاب ہو جائے۔

وہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے، انھوں نے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ دیکھا کہ آپ مسجد کے محراب میں تشریف فرما ہیں۔ اور آپ کے ساتھ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کا دل دھڑک رہا تھا۔

آنکھوں میں آنسو جاری تھے، جسم کانپ رہا تھا، سانس اکھڑا ہوا تھا۔ قریب تھا کہ وہ شدت غم سے زمین پر گر جائیں۔ انھوں نے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اے اللہ کے رسول! ننھے ابراہیم پر نزع کا عالم طاری ہے۔ پھر ان کے پیر کے بندھن ٹوٹ گئے، آہ و بکا سے ہچکی بندھ گئی، آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی یہ اندوہناک خبر سن کر بڑا غم ہوا۔ شدت غم کی وجہ سے آپ نڈھال ہو گئے۔ آپ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا سہارا لے کر اٹھے ماریہ قبطیہ کے گھر تشریف لے گئے۔

جب سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو اپنے بھائی ابراہیم کے بارے میں خبر ملی کہ اس کی حالت غیر ہو چکی ہے اور ابا جان اسے دیکھنے ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے محلّہ بنی مازن میں واقع گھر تشریف لے گئے ہیں تو وہ بھی غم سے نڈھال ہو گئیں۔ ابراہیم تو حبیب کبریا علیہ السلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور تھا۔ وہ زینب، رقیہ، ام کلثوم، قاسم اور طیب جو بچے فوت ہو گئے تھے۔ دلی سکون کے لیے ان سب کا نمائندہ بھی تھا۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ عَمَلاً صَالِحًا یُقَرِّبُنَا اِلَیْكَ، اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اَنْ تُلْھِمَنَا الصَّوَابَ وَتَجْعَلَ لَنَا مِن اَمْرِنَا رُشْدًا
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وہ اپنے اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنات النبی ﷺ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

14

خواتین اہل بیت

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ

رسالت مآب ﷺ کی مطہرہ بیٹی کی پُر نور سیرت کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نادر ہار کا پہلا موتی

خانہ نبوی میں مکمل خاموشی طاری تھی، محمد رسول اللہ ﷺ خالق کائنات سے دل لگائے سرگوشیاں کر رہے تھے۔ اپنے رب کی یاد اور اسکی توحید کے اقرار میں مصروف تھے۔ ان کی پاکباز بیوی سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا بے پناہ روحانی خوشی محسوس کر رہی تھیں۔ وہ اپنے دل کی آنکھوں سے بیت اللہ کے قریب اپنے گھر پر انوار الٰہیہ کا ورود دیکھ رہی تھیں۔ انھیں فضا میں پھیلی ہوئی، طبیعت میں سرور پیدا کرنے والی خوشبو محسوس ہو رہی تھی، جس کی وجہ سے روح میں ایک وجد طاری ہو رہا تھا، سینے میں ٹھنڈک محسوس ہو رہی تھی اور رگ و ریشے میں رحمت کی رعنائیاں رچ بس رہی تھیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا یہ محسوس کر رہی تھیں کہ کوئی نورانی چیز قلب ونظر میں آشکار ہو رہی ہے۔ یہ مبارک دن آنے کی نوید ہے یقین کی نورانی کرنیں دل میں چمک رہی ہیں۔ یہ کرنیں دنیا کی ہر چیز کو ملیا میٹ کر رہی ہیں۔ یوں دکھائی دے رہا ہے کہ مبارک حقائق منکشف ہوا چاہتے ہیں۔ روحانی احساسات بیدار ہو رہے ہیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں مصروف ہو جاتی ہیں اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا خاص لطف و کرم سمجھتی ہیں۔ وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا تہہ دل سے شکر ادا کرتی ہیں کہ اس نے انھیں سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی رفیقہ حیات بننے کا شرف عطا کیا۔ یہ محض اللہ کا فضل و کرم ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی بھرپور جوانی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح کے فضل و کرم اور رحمت خاص سے نوازا تھا۔ وہ زوجہ محترمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں فضائل کو حاصل کرنے کے لیے محبت پیدا کرتے تھے اور انھیں اس بات کی تعلیم دیتے تھے کہ تمام تر حرکات وسکنات اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونی چاہئیں۔ ہر عمل اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے کیا جائے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا رخ حقیقی سعادت کے ہر چشمے کی طرف پھیر دیا۔ اللہ کے قرب اور اس کی رحمت کے حصول کو زندگی کا مقصد بنانے کی تلقین کی۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ازدواجی زندگی کے چند ماہ ہی رسول اللہ ﷺ کی محبت میں گزارے کہ ان کے نظریہ حیات میں نمایاں تبدیلی محسوس ہونے لگی، کائنات کے بارے میں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا نقطہ نگاہ یکسر بدل گیا، روحانی مٹھاس محسوس ہونے لگی۔ ملکوتی قدریں اجاگر ہونے لگیں۔ حقیقی معرفت کے انوار نے دل کو جگمگا دیا، علم و عرفان کی نعمتوں کا مزا آنے لگا اور وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کیے ہوئے نور سے دیکھنے لگیں۔

یونہی دن گزرنے لگے۔ ایک دن نئی صورت حال کو دیکھ کر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں سرور کی ایک لہر پیدا ہوئی جس سے ان کا چہرہ دمک اٹھا۔ انھوں نے اپنے خاوند نبی کریم ﷺ کو راز کی بات سنائی کہ وہ ان دنوں حاملہ ہے اور چند ماہ بعد نومولود کو جنم دینے والی ہیں۔ اس نئی صورت حال سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت خوش تھیں۔ رسول اللہ ﷺ ایک نابغہ روزگار رفیق حیات تھے۔ وہ ایک منفرد بات سننے والے تھے۔ انھوں نے خلوص دل سے یہ دعاء کی کہ اللہ تعالیٰ انھیں صالح اولاد عطا کرے۔ تاکہ رسول امین ﷺ کی رفاقت میں سعادت کا صلہ نصیب ہو۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی اور سعادت ہوسکتی ہے!!؟

رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر سن کر بے انتہاء خوشی ہوئی کیونکہ انھوں نے خود یتیمی میں پرورش پائی تھی۔ باپ کی شفقت کا مزا نہیں چکھا تھا اور نہ ہی حقیقی بھائی کی محبت دیکھی تھی، البتہ اپنے خالق حقیقی کی محبت سے سرشار تھے۔

رسول اللہ ﷺ کو بہ تقاضائے بشریت اولاد کی خبر سن کر بے انتہاء خوشی محسوس ہوئی۔ کسی انسان کے لیے اس سے بھی بڑھ کر کوئی خوشی ہوسکتی ہے کہ وہ صاحب اولاد بننے والا ہے؟ رسول للہ ﷺ کو جب ان کی زوجہ محترمہ سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے یہ اطلاع دی کہ آپ مستقبل قریب میں باپ بننے والے ہیں تو آپ بہت زیادہ خوش ہوئے۔

دن گزرنے لگے، حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی رفیقہ حیات کی طرف زیادہ توجہ دینے لگے اور ان کے ساتھ زیادہ شفقت سے پیش آنے لگے۔ وہ خواتین قریش کی سردار بلکہ دنیا بھر کی خواتین کی سردار کا زیادہ خیال کرنے لگے۔ یہ خاوند کی اخلاقی ذمہ داری بھی ہے کہ اس صورت حال میں اپنی بیوی کا خاص خیال رکھے۔ پھر وہ دن بھی آ گیا کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایک خوبصورت بچی کو جنم دیا۔ جس کی وجہ سے گھر حسن و جمال، انس و محبت اور خوشیوں سے بھر گیا۔ دونوں میاں بیوی نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عطا پر اس کا شکر ادا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام ''زینب'' رکھا۔ سیدہ زینب خواتین اہل بیت میں ایک نادر موتی کی طرح جگمگانے لگیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بیٹی اور پاکیزہ خانہ نبوی کے نفیس ہار کا پہلا موتی۔
- سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے دنیا بھر میں سب سے معزز والدین کے زیر سایہ زندگی بسر کی۔
- سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ابو العاص رضی اللہ عنہ سے شادی ہوئی۔ جس کی سرور کائنات جناب نبی کریم ﷺ نے تعریف کی۔
- سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس ایک ہار تھا جس کا ان کی اپنی اور نبی کریم ﷺ کی زندگی میں بڑا چرچا رہا۔
- سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ۹ ہجری میں وفات پائی اور جنت البقیع میں انہیں دفن کیا گیا۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو عمر قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((كَانَتْ زَيْنَبُ اَكبرَ بَنَاتِهِ صلی اللہ علیہ وسلم))

''زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بیٹی تھیں۔''

آئندہ صفحات میں ہم سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت سید ولد آدم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب القرشیہ الہاشمیہ [1] کی معطر سوانح حیات قلم بند کرنے کی کوشش کریں گے۔

معزز داماد

دن گزرنے لگے اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا دنیا کے سب سے زیادہ معزز والدین کی نگرانی میں پرورش پانے لگیں۔ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا دونوں ماں باپ فضائل وخواص سے آراستہ تھے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے جب جوانی میں قدم رکھا تو ان کی خالہ ہالہ بنت خویلد اپنی ہمشیرہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور اس نے اپنے بیٹے ابو العاص بن ربیع القرشی رضی اللہ عنہ کے لیے زینب رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا۔

ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ قریش کے ان نوجوانوں میں سے تھے جو صداقت، امانت، جوانمردی، وسیع تجارت اور مال و دولت کے حوالے سے مشہور ومعروف تھے، ہر کوئی انھیں رشک بھری نگاہوں سے دیکھتا تھا۔

---

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۳۰، ۳۶)، المعارف (ص:۷۲، ۱۲۷، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲)، مستدرك حاكم (۴/ ۴۲، ۴۶)، الاستيعاب (۴/ ۳۰۴، ۳۰۵)، اسدالغابة (۶/ ۱۳۰، ۱۳۱)، العبر (۱/ ۱۰)، مجمع الزوائد (۹/ ۲۱۲، ۲۱۶)، الاصابة (۴/ ۳۰۶)، العقد الثمين (۸/ ۲۲۲)، تهذيب الاسماء واللغات (۲/ ۳۴۴)، نسب قريش (ص:۲۲، ۱۵۷، ۱۵۸، ۲۱۹، ۲۳۱)، السمط الثمين (ص۱۸۳)، تاريخ الطبرى (۲/ ۴۳، ۴۴، ۱۳۶، ۱۴۱، ۱۴۴، ۲۱۱)، المجتبى (ص:۹۷)، اعلام النساء (۲/ ۱۰۷، ۱۱۰)، الكامل لابن الاثير (۲/ ۴۰، ۱۱۰، ۱۳۴، ۱۳۵، ۲۰۷، ۲۰۷، ۲۲۵، ۲۲۹، ۲۰۷، ۴۰۱)، الفصول (ص:۲۴۱، ۲۴۴)، المواهب اللدنية (۲/ ۶۰، ۶۱)، البداية والنهاية (۵/ ۳۰۸)، سيراعلام النبلاء (۲/ ۲۴۶، ۲۵۰)، السيرة الحلبية (۳/ ۳۹۳)، زاد المعاد (۱/ ۱۰۳)، (۳/ ۶۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۴۱۱)، (۵/ ۸۹، ۱۳۳، ۱۳۶، ۲۶۴)، تفسير القرطبى (۱۴/ ۲۴۲)، فتح البارى (۷/ ۱۰۷)، درالسحابة (ص:۲۸۰، ۲۸۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب

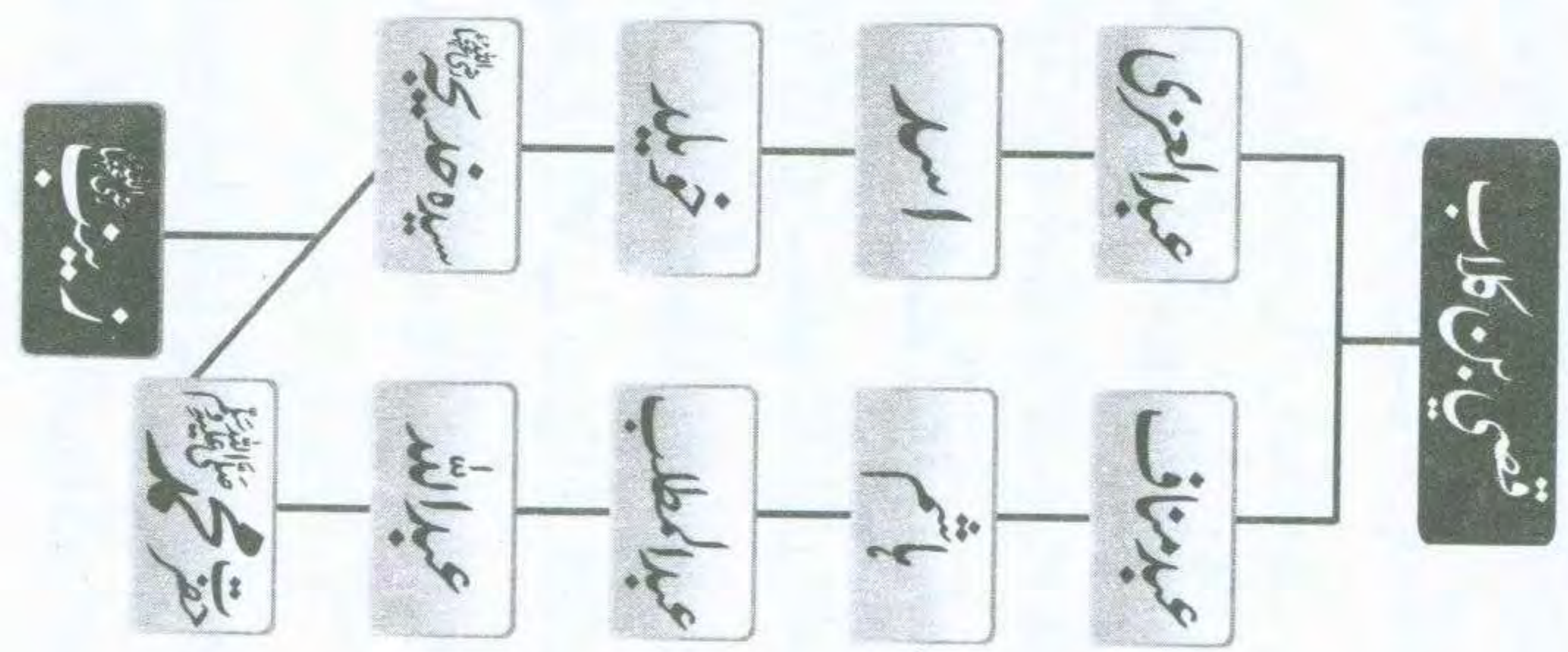

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں۔
آپ رضی اللہ عنہا کے والدین کا سلسلہ نسب قصی بن کلاب پر آپس میں جا ملتا ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی اولاد

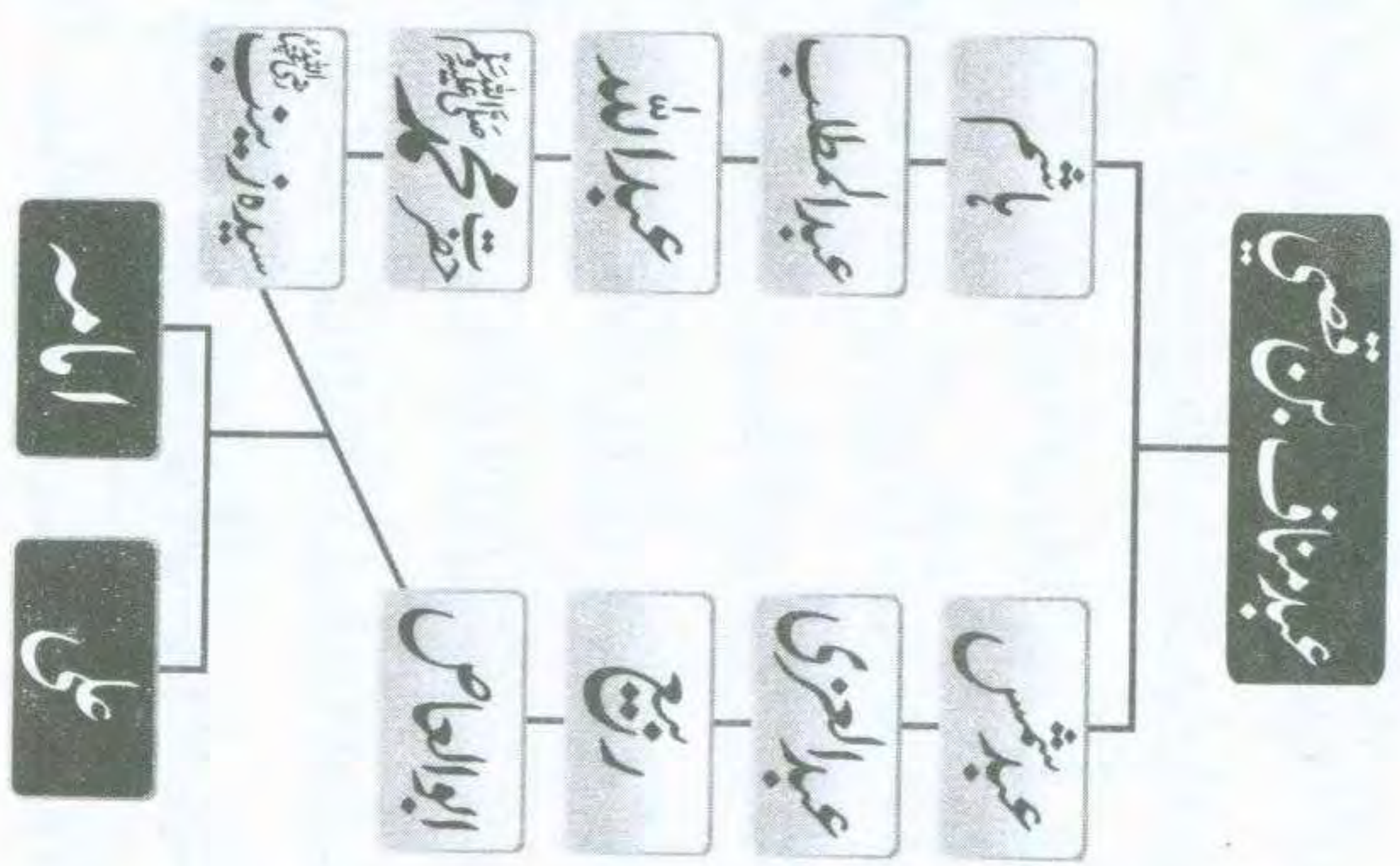

سیدہ زینب بنت رسول ﷺ کی شادی ابوالعاص سے ہوئی
جس سے ان کے ہاں ایک بیٹا علی اور ایک بیٹی امامہ پیدا ہوئے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن عساکر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابو العاص رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت و شفقت سے پیش آتے اور رسول اللہ ﷺ اکثر و بیشتر ان کے گھر جاتے تو بڑے خلوص جذبے سے ملتے۔ ①

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ہمشیرہ کو خوش آمدید کہا اور خوش دلی سے اس کا مطالبہ (یعنی ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا رشتہ) منظور کر لیا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ابو العاص رضی اللہ عنہ جب بھی تجارت کے سفر سے واپس آتے یا جب اسے فرصت ملتی تو اپنی خالہ کے گھر جاتے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دلی خواہش تھی کہ زینب رضی اللہ عنہا اپنی خالہ کی نگرانی میں رہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ہمشیرہ سے صرف یہ کہا کہ مجھے ذرا اپنے خاوند سے اجازت لے لینے دیں۔ اتنی دیر تک ذرا انتظار کریں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی کہ میری بہن ہالہ اس مقصد کیلئے آئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر سن کر ابو العاص رضی اللہ عنہ کی تعریف کی اور اس رائے سے اتفاق کیا۔

اس طرح سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کو اپنے والدین کی خوشنودی میسر آئی اور ان کی شادی ابو العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دی گئی۔ اس موقع پر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی زینب کو اپنا پسندیدہ ہار دیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ابو العاص رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک بچی کو جنم دیا، جس کے ساتھ سیدہ فاطمۃ الزہراء کی وفات کے بعد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے شادی کی۔ پھر زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بیٹے نے جنم لیا جس کا نام علی بن ابی العاص رکھا گیا۔ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے اسے سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا اور یہ بچپن ہی میں فوت ہو گیا تھا۔ ①

رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا سے ملاقات کیلئے ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی سے بہت زیادہ خوش تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات پر بڑی خوشی تھی کہ ان کا داماد ابو العاص رضی اللہ عنہ پورے مکے میں امین کے لقب سے مشہور و معروف ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی بیوی خدیجہ کی بہن ہالہ بنت خویلد کے ساتھ بھی عزت و تکریم سے پیش آتے۔ نبی کریم ﷺ کے دل میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھی بڑا مقام تھا۔ ہالہ بنت خویلد بھی رسول اللہ ﷺ کے فضائل ومحاسن سے بہت زیادہ متاثر تھی۔ آپ کی اولاد کو

---

① مختصر تاریخ دمشق (۲۹/ ۴۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹی کی سی عزت تکریم کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔

زینب رضی اللہ عنہا اور نور ایمان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ مل جل کر زندگی بسر کرنے لگے جیسے کوئی عظیم انسان معاشرے میں باعزت طریقے سے رہتا ہے۔ لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے۔ صداقت، امانت اور دیانت کو آپ نے اپنا شعار بنایا۔ مکی معاشرے میں صادق و امین کی حیثیت سے مشہور و معروف ہوئے۔ آپ نے اسی معاشرے میں شادی کی، صاحب اولاد ہوئے، اپنی قوم کے باعزت لوگوں میں رشتے کیے، پوری قوم آپ کے اعلیٰ کردار کی بنا پر آپ سے خوش تھی، آپ کی شرافت، مروت کا ہر کوئی قدر دان تھا، اسی لیے ہر کوئی چھوٹا بڑا قریب یا دور کا رہنے والا آپ کے ساتھ محبت کرتا۔ آپ لوگوں کی امیدوں کے مرکز بن گئے۔ آپ فضائل و محاسن کا سنگم تھے اور ہر عزت و شرافت کے خوگر تھے۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر جب چالیس سال کی ہوئی تو آپ پر وحی نازل ہوئی۔ اللہ رب العزت نے آپ کو تمام لوگوں کی راہنمائی کرنے کیلئے تبلیغ کا حکم دیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ اور رسالت کے فرائض کو سرانجام دینے کیلئے کمر بستہ ہو گئے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ سب سے پہلے آپ کی وفادار بیوی اور آپ کی پاکیزہ اولاد آپ کی باتوں کو حق مانتے ہوئے آپ پر ایمان لائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ اولاد میں سے بیٹے قاسم، عبداللہ اور ابراہیم تھے۔ ابراہیم ماریہ قبطیہ سے ہوئے تھے لیکن یہ بہت بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اور پاکیزہ زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہن آپ کی بیٹیاں تھیں۔ ان سب نے اسلام کا دور دیکھا اور مسلمان ہوئیں۔ [1] یہ سب بیٹیاں خواتین عالم کی سردار اپنی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلتی ہوئیں اپنے ابا جان کو برحق نبی رسول مانتی ہوئیں دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔ زینب رضی اللہ عنہا اپنی تمام بہنوں سے عمر میں بڑی تھیں۔ انھوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ پاکیزہ بیٹیاں جن میں سرفہرست زینب رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان کے اسلام کے دائرہ میں داخل ہونے میں سبقت لے جانے میں کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ سب لوگوں کے سامنے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ ان پاکباز ہستیوں نے اسلام قبول

---

[1] سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۴۶)، مجمع الزوائد (۹/ ۲۱۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے میں سبقت لے جانے کی سعادت حاصل کرنی تھی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کیا ہے:

وَهَبْنِی قُلْتُ هٰذَا الصُّبْحُ لَیْلٌ
اَعُمِی الْعَالِمُوْنَ عَنِ الضِّیَاءِ

مجھے اس صبح کو رات کہنے دو کہ جہاں روشنی دیکھ کر بھی عالم اندھے ہو گئے ہیں۔ ①

امام زرقانی رحمہ اللہ شرح المواهب اللدنیہ میں لکھتے ہیں کہ ایمان کے آنگن میں پہلے داخل ہونے والوں کی فہرست میں بیٹیوں کا نام نہیں لیا جاتا اس لیے کہ بعثت سے پہلے ہی وہ اپنے ابا جان کے طرزِ عمل سے بے حد متاثر تھیں۔

محمد بن اسحاق ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بہت ہی خوش کن بات بیان کرتے ہیں:

((قَالَتْ لَمَّا اَكْرَمَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ بِالنُّبُوَّةِ اَسْلَمَتْ خَدِيْجَةُ وَبَنَاتُهُ)) ②

"سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو خلعت نبوت سے سرفراز کیا تو خدیجہ اور ان کی بیٹیاں مسلمان ہوئیں رضی اللہ عنہن۔"

آپ کی چوتھی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے تو جنم ہی اس وقت لیا جب کہ آپ منصب رسالت پر فائز ہو چکے تھے۔

امام زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بیٹیوں کے اسلام قبول کرنے کے حوالے سے کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں، یہ تو جانی پہچانی بات ہے کہ انھوں نے دنیا میں سب سے معزز اور سب سے سچے باپ اور سب سے بڑھ کر شفیق ماں کی نگرانی میں پرورش پائی اور ان سے اعلیٰ اخلاقی قدریں حاصل کیں اور خاص طور اپنی ماں سے عقل و دانش ورثے میں پائی جس کی مثال نہ پہلوں میں ملتی ہے اور نہ پچھلوں میں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور ان کی پاکباز بہنوں نے اپنی والدہ کے شانہ بشانہ اس سنہری لڑی میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی جنہیں اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ انھوں نے اسلام کے آنگن میں پہلے قدم رنجہ ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ انھوں نے اپنے ابا جان سیدنا و حبیبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے کی سعادت حاصل

① الکامل لا بن الاثیر (۲/ ۴۰)۔
② دیوان المتنبی (۱/ ۱۰)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی۔ جو کہ مؤمنوں کے شفیق رسول ہونے سے پہلے ان کے معزز والد گرامی تھے۔ آپ کے اخلاق حسنہ اور قابل رشک خوبیاں ان کی آنکھوں کے سامنے تھیں جن کی بناء پر آپ اپنی قوم میں بڑے بلند مقام ومرتبہ پر فائز دکھائی دیتے تھے۔ وہ بچشم خود بھی اپنے ابا جان کے فضائل و محاسن کو دیکھ رہی تھیں۔ اور لوگوں کی اس حوالے سے باتیں سنا کرتی تھیں۔ بیٹا عام طور پر اپنے ماں باپ کے طریقے پر نشوونما پاتا ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے خانہ نبوی کے آنگن میں زندگی بسر کی۔ وہ تمام پاکیزہ بیٹیوں میں سے بڑی تھیں۔ انھوں نے اپنے باپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلق، عمل، مشاہدہ اور گفتگو کا سلیقہ سیکھا تھا اور آپ کی زبان مبارک سے وہ کچھ سنا جس کا آپ حکم دیتے تھے۔ وہ جس کی دوسروں کو ترغیب دلاتے تھے یا وہ کسی کام کے کرنے سے منع کرتے تھے اور شر کے قریب جانے سے روکتے تھے۔ اسی طرح سیدہ زینب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یقین، ایمان، حکمت، آداب اور احکامات حاصل کرنے کا اعزاز پایا۔ ان کے قلب ونظر اور روح نے حسب استطاعت فیض حاصل کیا اور عقل و دانش نے حسب استطاعت کسب فیض کیا اور وحی اور رسالت کے انوار سے روشنی حاصل کی۔ ان لیے اس کا اللہ کی وحدانیت پر ایمان اور اپنے ابا جان کی رسالت کی تصدیق فطری اور طبعی تھی۔ ان کی صاف شفاف فطرت حق و یقین کے انوار کو جذب کرنے کی متقاضی ہوئی۔

زینب رضی اللہ عنہا اور گم شدہ امید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ابو العاص رضی اللہ عنہ کے ایمان قبول کرنے کی داستان بیان کرتی ہیں۔ وہ ایک روز ان سے اپنے ابا جان سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے بارے میں بات کرتی ہیں اور انھیں اپنی والدہ، اپنے اور اپنی بہنوں کے ایمان قبول کرنے کے بارے میں بتاتی ہیں کہ ہم سب نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرلیا ہے۔ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرلیا ہے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے خاوند سے اس موضوع پر بات بھی کررہی تھیں اور ان کا دل ڈر بھی رہا تھا، وہ اللہ سے امید رکھتی تھیں کہ وہ اس کے خاوند کے دل کو ایمان اور محمدی دعوت کے قبول کرنے کیلئے کھول دیتیں ان کی دلی خواہش تھی کہ ان کے خاوند کو سعادت اور ہدایت نصیب ہو جائے۔ انھیں اندیشہ اس بات کا تھا کہ کہیں جھوٹی آن بان اسلام کے راستے میں رکاوٹ نہ بن

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے اور وہ کہیں ٹیڑھے راستے پر نہ چل نکلے۔اس طرح تو وہ ہلاکت کے گڑھے میں جا گرے گا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا دل اس وقت زیادہ خوف زدہ ہوا جب ان کا خاوند بغیر کوئی جواب دیئے گھر سے نکلا۔ وہ سیدھا بیت اللہ کی طرف گیا اور جب وہاں سے اپنے گھر واپس آیا تو اپنی بیوی زینب رضی اللہ عنہا سے کہا: میں آج کعبہ میں آپ کے ابا جان سے ملا تھا۔آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی تھی۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے تصور میں یہ بات نہ تھی کہ ان کا خاوند اپنے خیالات کے تابع ہو گا اور وہ موروثی طور پر جاہلیت کے چنگل میں جکڑا رہے گا۔ اور وہ ایمان کی دعوت سے پہلو تہی اختیار کرے گا بلکہ وہ یہ دیکھ رہی تھیں کہ ابو العاص رضی اللہ عنہ ایک دانش منداور دانا آدمی ہے، وہ جلد ان لوگوں میں شامل ہو جائے گا جنھوں نے خیر کی دعوت اور حق کے جھنڈے تلے آنے میں سبقت حاصل کی۔

ابو العاص رضی اللہ عنہ اس بات پر حیران تھا کہ زینب رضی اللہ عنہا نے حق کی دعوت پر ایمان لانے میں بہت جلدی کی۔ زینب رضی اللہ عنہا نے اسے حیران دیکھا تو کہا: اللہ کی قسم! میں اپنے ابا جان کو جھٹلا نہیں سکتی جبکہ آپ بھی اس حقیقت سے آگاہ ہیں اور آپ کی قوم بھی جانتی ہے کہ وہ سچے اور امین ہیں۔

ایک دن زینب رضی اللہ عنہا نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو اس نے صاف الفاظ میں کہہ دیا: میرے نزدیک آپ کے ابا جان پر کسی قسم کا کوئی الزام نہیں لیکن میری منظور نظر بیوی! میں آپ کے ساتھ ایک ہی گھاٹی میں نہیں چل سکتا، مجھے یہ بات پسند نہیں کہ لوگ یہ کہیں کہ تیرے خاوند نے اپنی قوم کو رسوا کر دیا اور اس نے اپنی بیوی کی خوشنودی کی خاطر اپنے باپ دادا کو چھوڑ دیا اور ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ میرا خیال ہے کہ ابو العاص رضی اللہ عنہ کا دل تو چاہتا تھا کہ ایمان کو قبول کرے، اس کے لب و لہجے سے معلوم ہوتا ہے لیکن بس ہلکی سی ایک آڑ اس کے اور انوار یقین کے درمیان حائل ہے اور اس صورت حال کو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی بخوبی جانتی تھیں کہ ابو العاص رضی اللہ عنہ کے دل میں کچھ اس قسم کے جذبات و احساسات پائے جاتے ہیں جو اسے دائرہ اسلام کی طرف قدم بڑھانے سے روک رہے ہیں۔ وہ اللہ سے گڑگڑا کر دعائیں کرتیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان پردوں کو ہٹا دے۔ جذبات کو صاف کر دے تاکہ وہ ایمان کی نعمت سے سرفراز ہو۔ اللہ تعالیٰ اس سے جاہلیت کی کدورت کو دور کر دے تاکہ وہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درسگاہ نبوی کا شہسوار بن سکے۔

زینب اور ان کے خاوند کا اخلاص رضی اللہ عنہما

اسلام کی خوشبو مکہ مکرمہ کی فضاؤں کو معطر کرنے لگی، دلوں میں ایمان کی محبت ضوفگن ہونے لگی۔ دل اپنے اس خالق کی یاد میں بہلنے لگے جس نے اپنے رسول کو دین حق دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔ مسلمان اللہ کا کلمہ بلند کرنے اور حکمت و دانائی سے دعوت و ارشاد کا کام کرنے کیلئے کوشاں ہوئے۔ لوگ اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہونے لگے، ان میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔ یہاں تک کہ مکے میں اسلام کا تذکرہ پھیل گیا۔ لوگ خفیہ اور اعلانیہ اسلام کی باتیں کرنے لگے۔ جن لوگوں کی بصارت و بصیرت اللہ تعالیٰ نے وا کر دی تھی وہ ایمان سے لطف اندوز ہونے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر سرداران قریش کے ہوش اڑ گئے۔ انھوں نے اس نئے دین کو ناپسند کیا اور اس سے نبرد آزما ہونے کیلئے تمام وسائل بروئے کار لائے تا کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں لیکن اللہ تو اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ مشرک اس کو ناپسند ہی کیوں نہ کریں۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے دعوتی کام میں آگے بڑھنے لگے جبکہ کافر فاجر اہل ایمان کے راستے میں گھات لگا کر بیٹھ گئے۔ اور انھیں طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے اور مختلف وسائل سے ان سے نبرد آزما ہونے لگے۔ وہ دراصل چاہتے یہ تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو دعوت کے کام سے روک دیں۔ وہ اپنے شیطانی خیال میں یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ وہ اسلام کی دعوت کو کمزور کر دیں گے، انھوں نے خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو بیٹیوں کے حوالے سے الجھا دیا جائے۔ وہ کہنے لگے کہ تم نے محمد ﷺ کو ہر غم سے بے فکر کر دیا ہے۔ اس کی بیٹیاں واپس کر دو اور ان کے معاملے میں انھیں الجھا دو۔

سرداران قریش ابو العاص بن ربیع کی طرف گئے۔ اسلامی دعوت کے پرچار کے حوالے سے ادھر ادھر کی بہت سی باتیں کرنے کے بعد کہ ابو العاص ان کے ہاتھوں میں اب نرم ہو چکا ہے۔ وہ کہنے لگے: اے ابو العاص! محمد ﷺ کی بیٹی کو چھوڑ دو۔ ہم قریش کی جس خاتون سے تم کہو گے تیری شادی کر دیں گے۔

مہابد معاشوں کی چکنی چپڑی باتیں اور چالبازیاں ابو العاص پر کسی طرح بھی اثر انداز نہ ہوسکیں کیونکہ وہ اپنی بیوی زینب رضی اللہ عنہا سے دلی طور پر محبت کرتا تھا، وہ اپنی خالہ کی بیٹی کو اپنے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جدا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا اور نہ ہی اسے اس کا حوصلہ تھا کیونکہ اس نے اپنی پوری ازدواجی زندگی میں اس کی طرف سے کمال درجہ کی وفاء ہی وفاء دیکھی تھی۔ جب ابوالعاص نے انھیں دوٹوک انداز میں کہا کہ میں قریش کی کسی خاتون کو اس کے مقابلے میں پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں دیتا۔ ابوالعاص کی یہ بات سن کر کافروں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، وہ کھسیانی بلی کی طرح ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ [1] ابوالعاص نے ببانگ دہل رسول اللہ ﷺ کی دختر کو طلاق دینے سے صاف انکار کر دیا۔ حالانکہ اس نے دین محمد ﷺ کو قبول نہیں کیا تھا۔ وہ زینب سے محبت کرتا تھا، وہ انھیں وفادار بیوی سمجھتا تھا، وہ ان کے عظیم باپ کی تعظیم کرتا تھا۔ لیکن قریش کے دین کو چھوڑنا اس کے لیے مشکل دکھائی دے رہا تھا لیکن ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے رضی اللہ عنہ۔

زینب رضی اللہ عنہا اور قیدی خاوند

حبیب اعظم ﷺ ہجرت کر گئے اور مدینہ منورہ میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جا ملے اور آپ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا مکہ میں اپنے خاوند ابوالعاص کے گھر ہجرت کے بارے میں اپنے رب کے حکم کی منتظر تھیں۔ ان کا دل دھڑک رہا تھا۔ یہاں تک ان کے پاس یہ یقینی خبر پہنچ گئی کہ اس کے ابا جان ﷺ انصار کی کچھار میں رہائش پذیر ہو گئے اور انصار اپنی جانوں سے بھی زیادہ ان کا خیال رکھتے ہیں۔ وہ خود ضرورت مند ہونے کے باوجود آپ ﷺ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ طیبہ میں زندگی کی اٹھان پیدا ہونے لگی۔ انصار نے مہاجرین کو بڑی خوشی دلی سے اپنے پاس آباد کیا۔ سب مل جل کر محبت و آشتی سے رہنے لگے، سب اللہ کا شکر ادا کرنے لگے جس نے انھیں ایمان کی ہدایت عطا کی تھی۔

۲ ہجری رمضان کا چاند نکلا ہی تھا کہ مکہ کے مشرک مؤمنوں سے لڑنے کیلئے سوئے مدینہ روانہ ہوئے۔ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی بیٹی کے جذبات واحساسات اس وقت کیا ہوں گے جب ان کا خاوند ابوالعاص مشرکین کے شانہ بشانہ رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کیلئے روانہ ہوا اور اس لمحے ابوالعاص کے اپنے احساسات کیا ہونگے؟

میرا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا داماد ابوالعاص بادل نخواستہ لڑائی کیلئے نکلا ہو

---

[1] مجمع الزوائد (۹/ ۲۱۴)، تاریخ الطبری (۲/ ۴۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ حالات نے ابو العاص کی پیش نہ جانے دی ہو گی۔ وہ بڑے بڑے جفاشعاری فاجر و فاسق کافروں کے نرغے میں آ گیا ہو گا۔ جن کا سرغنہ سب سے بڑا فاجر و فاسق کافر عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل مخزومی تھا۔

جب ابوجہل نے قریشی جوانوں کو لڑائی کی دلدل میں داخل ہونے کیلئے مجبور کیا تو ابو العاص نے بھی اپنی تلوار بادل نخواستہ سونت لی۔ لیکن اس کے دل کے یہی ارمان تھے کہ وہ کسی مسلمان کا مقابلہ نہیں کرے گا۔ وہ سیدنا محمد ﷺ سے مقابلہ کرتے ہوئے تو ڈرتا تھا۔ حیاء اس کیلئے مانع تھی۔ جب بھی اس نے اپنی خالہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی، آپ کی میٹھی میٹھی باتیں سنیں، آپ کے حسن اخلاق کو دیکھا تو وہ بہت متاثر ہوا۔ شادی کے بعد رسول اللہ ﷺ اس کے لیے بہترین نمونہ اور دیانت دار خیر خواہ ثابت ہوئے۔ دونوں لشکر میدان بدر میں آمنے سامنے آئے۔ پھر گھمسان کا رن پڑا، مسلمان جو قلیل تعداد میں تھے اعلائے کلمۃ اللہ کو اپنا مقصد بنا کر میدان میں اترے، لڑائی کی چکی گھومی، آخر کار فتح و نصرت مسلمانوں کو نصیب ہوئی، کامیابی کا جھنڈا مسلمانوں کے سروں پہ لہرانے لگا، سرکش کافر و مشرک شکست خوردہ ہوئے۔

مسلمانوں نے کافروں کے ایک جتھے کو قتل کر دیا اور ایک جتھے کو گرفتار کر لیا۔ کچھ ان میں سے غم سے نڈھال ہو کر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ نکلے، انکے چہرے ذلت آمیز شکست سے سیاہ دکھائی دے رہے تھے اور ان کے دل غم کے آنسو رو رہے تھے۔ اور ابو العاص مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا، اسے عبداللہ بن جبیر انصاری رضی اللہ عنہ نے گرفتار کیا تھا، ابو العاص ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے لڑائی میں عملاً کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ گرفتار ہونے کو غنیمت جانا۔ لڑائی ختم ہوئی، اہل ایمان فتح و کامرانی سے سرفراز ہوئے۔
رسول اللہ ﷺ اپنے جاں نثاروں کے ساتھ مدینہ منورہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ قیدی، بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ان کے قبضے میں تھے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِسْتَوْصُوْا بِالْاَسْرٰی خَیْرًا))

''تم قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔''

ابو العاص گرفتار ہو کر انصار کے قبضے میں تھا۔ وہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتے۔ وہ یہ جانتے تھے کہ خانہ نبوی میں اس کا کیا مقام ہے۔ ان کی طرف سے اسے ہر طرح کی سہولت اور عزت میسر آئی۔ ابو العاص انصار کے حسن اخلاق، شرافت اور حسن سلوک کے بارے میں بزبان خود بیان کرتے ہیں کہ جب میں انصار کے پاس گرفتار تھا، اللہ انھیں جزائے خیر عطا کرے، جب بھی دوپہر اور شام کے کھانے کا وقت آتا تو وہ مجھے اپنی ذات پر ترجیح دیتے، مجھے کھانے کیلئے روٹی دیتے اور خود کھجوریں کھا کر گزارہ کرتے، کیونکہ اس وقت ان کے پاس روٹی کم تھی اور کھجوروں کی بہتات تھی۔ جونہی کسی کے ہاتھ روٹی آتی تو وہ مجھے دے دیتا۔[1] ابو العاص کے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ ایسا حسن سلوک وہی عظیم لوگ کر سکتے ہیں جن کی تربیت اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں ہوئی ہو۔ جنھوں نے تقویٰ کے دستر خوان سے غذا کے نوالے لیے ہوں۔ جو لوگ اعلیٰ اور عمدہ فضائل کے ماحول میں پروان چڑھے ہوں۔ وہ عادات کے حوالے سے لوگوں کے سردار تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سرداروں کی عادت عادتوں کی سردار ہوا کرتی ہیں۔ ابو العاص اپنے تجارتی تجربات کی بنا پر انصار کے ماضی کو خوب اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ سوچنے لگا کہ یہ لوگ پہلے تو اتنے بلند اخلاق نہ تھے۔ یہ انقلاب تو رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بعد آیا۔ وہ چند دن ان کے اندر رہے اور یہ سب لوگ اخلاقیات کے میدان میں ان کے رنگ میں رنگے گئے۔ یہ کیسا عظیم انقلاب ہے جو دنوں میں بپا ہوا کہ چشم فلک حیران ہے۔ ابو العاص اسی نہج پر سوچتا رہا اور وہ اس دین قیم کی طرف مائل ہوتا گیا۔ جو اعلیٰ اخلاقی قدروں کی دعوت دیتا ہے۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کا دل اس نور ہدایت کی طرف کھچا چلا جا رہا ہے جس کی دعوت رسول اللہ ﷺ دے رہے ہیں۔ لیکن اب وہ قیدی ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ اب قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا اور قیدیوں کا انجام کیا ہوگا؟

زینب رضی اللہ عنہا کا ہار

لوگ رسول اللہ ﷺ کو غزوہ بدر میں کامیابی کی مبارکباد دینے لگے۔ نبی کریم ﷺ جنگ سے فارغ ہو کر جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ تمام قیدی آپ کے غلام شقران کی نگرانی میں ہیں۔ ان قیدیوں میں آپ کا داماد ابو العاص بن ربیع بھی ہے۔ ابو العاص غم میں مبتلا اپنی بیوی کے بارے میں سوچ رہا ہے جسے وہ ام القریٰ مکہ مکرمہ میں چھوڑ آیا تھا۔ اس بار اس نے اسے کسی تجارتی سفر کی وجہ سے نہیں چھوڑا تھا بلکہ اس کے ابا جان کے

[1] مختصر تاریخ دمشق (۲۹/ ۴۴)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابلے میں نبرد آزما ہونے کی وجہ سے چھوڑا تھا۔ وہ اپنی قوم کے احمقوں کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف چل پڑا تھا۔

قریش کا خیال یہ تھا کہ اس حملے سے ان کی پورے خطہ عرب پر دھاک بیٹھ جائے گی آئندہ کسی کو ان کے مقابلے میں آنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ وہ بھی فوری طور پر اسی جوش و ولولے سے نکل پڑا، اس نے اپنی پاکیزہ بیوی کے احساسات کے بارے میں سوچا ہی نہیں کہ وہ اس کے باپ کے مقابلے میں لڑائی کیلئے روانہ ہو رہا ہے۔ اب اسے خیال آیا کہ میں تو مدینہ منورہ میں قیدیوں کے ساتھ گرفتار ہوں اور یہ شہر میری بیوی کے والد محترم رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ اس نے سوچا کہ اس وقت زینب رضی اللہ عنہا کا کیا حال ہوگا؟ اسے بات کا اچھی طرح علم تھا کہ وہ اپنے باپ کے مقابلے میں کسی کو کچھ نہیں سمجھتی۔ ادھر زینب رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں گڑگڑا کر اپنے اللہ سے دعائیں کر رہی تھیں کہ وہ ابو العاص کے سینے کو ہدایت اور دین حق کیلئے کھول دے۔ ہدایت اور نورانی راستے پر چلنے کی اسے توفیق عطا کرے۔ انھیں اندیشہ تھا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ اور ان کے خاوند ابو العاص کو کوئی گزند نہ پہنچ جائے۔ خیر چند دنوں میں زینب رضی اللہ عنہا کو کسی نے یہ اطلاع دے دی کہ ابو العاص رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدی ہے اور اس کے ساتھ مزید ستر مشرکین بھی گرفتار ہیں اور ان قیدیوں کے اہل خانہ فدیہ ادا کر کے انھیں چھڑانے کیلئے مدینہ منورہ روانگی کیلئے تیاری کر رہے ہیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی چاہتی تھیں کہ وہ اپنے ابا جان کے پاس کسی کو بھیجیں جو فدیہ ادا کر کے ان کے خاوند ابو العاص کو چھڑا لائے۔ وہ اس بات پر بہت خوش تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور اہل ایمان کو فتح و کامرانی سے نوازا ہے، لیکن انھیں اپنے خاوند کی گرفتاری کا غم لاحق تھا مگر اس کا احساس ضرور تھا کہ ان کے خاوند کی عقل و دانش ضرور کسی نہ کسی دن اسے خیر کو قبول کرنے کی طرف مائل کرے گی۔

انھیں یہ بھی احساس تھا کہ ان کے ابا جان اس پر اور اس کے قیدی خاوند پر ضرور ترس کھائیں گے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی دلی خواہش تو یہ تھی کہ وہ بذات خود جا کر ابا جان کو فتح و کامرانی پر مبارکباد پیش کریں اور خود فدیہ ادا کر کے اپنے خاوند کو چھڑا لائیں لیکن وہ اکیلی سفر پر روانہ نہیں ہو سکتی تھیں کیونکہ وہ ان لوگوں میں رہ رہی تھیں جن کے دلوں میں ان کے ابا جان کے خلاف بغض اور کینہ بھرا ہوا ہے۔ اور وہ ان لوگوں کے خلاف بھی اسی طرح بھرپور انداز میں کینہ پروری کا مظاہرہ کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ اگر وہ روانگی کے

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارادے کا اظہار کریں تو انھیں تکلیف دہ صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا۔ لہٰذا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کے گھر والوں سے کہا کہ ان میں سے کوئی ابو العاص کو فدیہ دے کر چھڑانے کیلئے جائے تو ابو العاص بن ربیع کا بھائی عمرو بن ربیع تیار ہو گیا۔

عمرو اس مقصد کیلئے مدینہ منورہ پہنچا۔ اس نے ابو العاص کو چھڑانے کیلئے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے جو مال و متاع دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

اس مال و متاع میں وہ ہار بھی تھا جو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے شادی کے موقع پر انھیں دیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہار دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس ہار نے خواتین عالم کی سردار سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد دلا دی۔ وہ دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے گھوم گئے جو آپ نے اپنی وفادار بیوی کے ساتھ گزارے تھے۔ وہ اسلام میں آپ کی صدق دل سے معاون تھیں۔ یہ ہار خاندانی، ازدواجی اور معاشرتی خوشگوار یادوں کو دہرانے کا باعث بنا، منصب رسالت پر فائز ہونے سے پہلے کی یادیں آپ کی آنکھوں کے سامنے رقص کناں ہوئیں۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شفیق باپ تھے اور اخلاقی قدروں کو خوب اچھی طرح جانتے تھے۔ اپنی بڑی بیٹی کے ہار کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد آیا کہ آپ کی مسلمان بیٹی مکہ معظمہ میں اپنے خاوند کے پاس رہائش پذیر تھیں، انھوں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ ان کے کفر کے باوجود کبھی ان سے جدائی ہو گی کیونکہ اس کا خاوند ان کا بہت ہی خیال رکھتا تھا اور ان کے ساتھ بڑا وفادار تھا، اس کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اس کی بڑی قدر کرتا تھا۔ اس کا خاوند اپنی قوم کے سرداروں میں شمار ہوتا تھا۔ بیٹی نے اپنا ہار اس کا فدیہ دینے کیلئے بھیجا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اس ہار کو دیکھ رہے ہیں یہ ہار آپ کو بھولی بسری داستانیں یاد دلا رہا ہے۔ اس ہار نے وہ تمام یادیں آپ کے ذہن کے پردہ سکرین پر ابھار دیں جن کا تعلق سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہے۔ آپ کو یاد آیا کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی ہمشیرہ ہالہ بنت خویلد کے بیٹے کے گھر شادی کے موقع پر جب گئی تھیں وہ کتنی خوش تھیں اور اس موقع پر انھوں نے اپنی بیٹی کو پہننے کیلئے اپنا پسندیدہ ہار دیا تھا۔ یہ ہار انھوں نے اپنی بیٹی کو عمر بھر خوشی کے ساتھ پہننے کیلئے دیا تھا، جو آج انھوں نے اپنے خاوند کو قید سے چھڑانے کیلئے فدیئے کے طور پر بھیجا ہے، اور انھوں نے یہ خوش دلی کے ساتھ اس لیے بھیجا ہے کہ وہ اپنے خاوند ابو العاص کے ساتھ وفاداری کا ثبوت فراہم

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا چاہتی ہیں۔ یہ کردار رسول اللہ ﷺ کی نظروں میں بڑا عظیم تھا۔ رسول اللہ ﷺ ایک باپ تھے، اپنے خاندان کے کفیل تھے جس میں آپ کی اولاد اور وفا شعار ہمدرد، آزمائشوں اور تکالیف میں خوش رہنے والی بیوی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں عقل سلیم اور درست رائے سے نواز رکھا تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے طویل عرصے کے بعد یہ یادگار ہار دیکھا تو آپ کو اپنی پاکیزہ، وفادار اور ہمدرد بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خوشگوار گزرے ہوئے دن یاد آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی اس بیوی کو ہر مناسبت کے حوالے سے یاد کیا کرتے۔ آج اس قیمتی ہار نے رسول اللہ ﷺ کو پھر سے یاد دلا دیا کہ وہ کتنی عظیم اور وفا شعار بیوی تھی کس قدر اس کے احسانات تھے، کتنی اس کی قربانیاں اور خدمات تھیں؟ کتنی وہ مالدار تھی؟ اور کیسے انھوں نے اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کیا؟

قابل اعتماد تاریخی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کیلئے فدیہ دے کر چھڑانے کے لیے اپنے نمائندوں کو بھیجا تو ابو العاص کا فدیہ ادا کرنے کیلئے اس کا بھائی عمرو بن العاص مدینہ منورہ پہنچا۔ اس کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ابو العاص کو چھڑانے کے لیے فدیئے کے طور پر جو مال و متاع بھیجا اس میں وہ قیمتی ہار بھی تھا جو شادی کے موقع پر ان کی عظیم والدہ نے انھیں دیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وہ ہار دیکھا تو اسے پہچان لیا اور آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا یاد آ گئیں۔ ان کیلئے رحمت کی دعاء کی۔ آپ نے شفقت بھرے انداز میں اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا، آپ یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کے سپرد جو فریضہ کیا گیا تھا اس میں مداخلت کریں۔ آپ نے بڑے ہی رقت آمیز انداز میں کہا کہ اگر آپ اس قیدی کو فدیہ لیے بغیر چھوڑ دیں تو مہربانی ہو گی۔ صحابہ کرام نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! چشم ماروشن دل ماشاد...... جو آپ کی خوشی وہ ہماری خوشی، انھوں نے ابو العاص بن ربیع کو آزاد کر دیا اور اس کا مال بھی اسے واپس کر دیا۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اس سے وعدہ لیا کہ زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ پہنچا دیں۔ اس نے اپنا یہ وعدہ پورا کیا۔ [1]

---

[1] مستدرك حاكم (۴/ ۴۴، ۴۵)، طبقات ابن سعد (۸/ ۳۱)، سير اعلام النبلاء (۲/ ۲۴۶)، مختصر دمشق (۲۹/ ۴۴، ۴۵)، اليسرة النبوية (۳/ ۵۸)، تاريخ الاسلام للذهبي (المغازى ص:۶۸، ۶۹)، المسط الثمين (ص:۱۸۳، ۱۸۴)، طبرى (۲/ ۴۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعدے کا ایفاء اور زینب رضی اللہ عنہا کی ہجرت

جب حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو العاص کو قید سے آزاد کر دیا تو وہ شاداں و فرحاں مکہ معظّمہ کی طرف واپس ہوا۔ وہ خود بھی دلی طور پر بہت خوش تھا اور وہ لوگ بھی اس کی واپسی پر بہت خوش تھے کہ جن کی امانتیں یا مال تجارت اس کے پاس تھا۔ اپنے گھر جانے سے پہلے اس نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے پھر وہ بڑے اشتیاق کے ساتھ اپنے گھر گیا اپنی وفادار بیوی زینب رضی اللہ عنہا سے ملا اور جو انھوں نے فدیئے کے لیے مال و متاع بھیجا تھا اس پر اس کا شکر یہ ادا کیا۔ اور خاص طور پر جو انھوں نے اپنا قیمتی ہار اس غرض کیلئے بھیجا ان سے تو بہت ہی زیادہ متاثر ہوا۔ ابو العاص نے اپنی بیوی زینب رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ جب یہ ہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ پر رقت طاری ہو گئی اور آنکھوں میں آنسو بھر گئے۔ اور اس نے یہ بھی تذکرہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ وعدہ کر کے آیا ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دے گا، تاکہ وہ اپنی بہنوں کے ساتھ والد محترم کی نگرانی میں زندگی بسر کرے، بڑی دیر سے وہ اپنے والدین سے جدا ہیں، اس طویل جدائی کا بدلہ اسی صورت میں دیا جا سکتا ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے پاس پہنچا دینا چاہیے۔ یہ وعدہ نباہنا اگرچہ ابو العاص کیلئے بڑا تکلیف دہ تھا، اس سے اس کی ازدواجی زندگی میں ایک زلزلہ آ جائے گا، گھر کا سکون یکسر تباہ و برباد ہو جائے گا۔ لیکن اس کیلئے یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی کرے، اگر وہ ایسا کرے گا تو اپنی امانت و دیانت کو کیچڑ سے لت پت کر دے گا۔ وہ امانت و دیانت کے حوالے سے ہی تو اپنی قوم میں مشہور اور معروف تھا اور قریش میں ایک سرکردہ سردار سمجھا جاتا تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ ایسا کرنا اگرچہ ابو العاص کیلئے بڑا مشکل تھا لیکن وہ اپنے وعدے کو پورا کرنے کا مصمم ارادہ رکھتا تھا۔

جب وہ گھر پہنچا تو زینب رضی اللہ عنہا اسے دیکھ کر خوشی کے آنسو بہاتے ہوئے اس کی طرف دوڑیں۔ آج انھیں اس بات کی خوشی تھی کہ ابو العاص طویل عرصہ غائب رہنے کے بعد گھر پہنچا تھا۔ ابو العاص کیلئے بھی یہ سعادت اور خوشی کا موقع تھا کہ طویل عرصے کے بعد یہ ملاقات کی گھڑی نصیب ہوئی تھی۔ لیکن دل میں اس وعدے کے حوالے سے ایک اضطراب بھی تھا جو وہ مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کر کے آیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز اس کے دل

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی گہرائیوں میں گونج رہی تھی، اس نے اپنے حوصلے کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی بیوی زینب رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں تیرے ابا جان سے وعدہ کر آیا ہوں کہ تجھے ان کے پاس پہنچا دوں۔ آپ میرے ساتھ تعاون کریں۔ میں اپنا وعدہ پورا کرنا چاہتا ہوں، آپ کے ابا جان نے میرے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک کیا ہے۔ میں ان کا شکر گزار ہوں۔ یہ بات سن کر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ابو العاص کی طرف بڑے گھبرائے ہوئے انداز میں دیکھا۔ وہ یہ سن کر انگشت بدنداں تھی، انھیں اپنے سننے پر یقین نہیں آ رہا ہے، ابو العاص نے انھیں حیران دیکھ کر سمجھاتے ہوئے کہا: میں جو کہہ رہا ہوں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔

دراصل اسلام نے ان کے درمیان جدائی ڈال دی۔ ابو العاص نے رسول اللہ ﷺ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ زینب رضی اللہ عنہا کو مکہ معظمہ پہنچتے ہی فوری طور پر مدینہ منورہ پہنچا دے گا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ وعدہ اس کے دل پر ایک بوجھ بنا ہوا ہے لیکن وہ اس وعدے کو توڑنا نہیں چاہتا تھا بلکہ وہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے وعدے کو پورا کرے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے خیالات میں مگن ہجرت کی تیاری میں مصروف تھیں، وہ اپنے ابا جان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا دلی اشتیاق رکھتی تھیں۔ ان لمحات میں ان کے خیالات میں ایک طوفان بپا تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی ملاقات کا مقابلہ تو کوئی چیز نہیں کر سکتی، دنیا کے خیالات ان کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں رکھتے تھے۔ وہ زبان حال سے یہ کہہ رہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول علیہ السلام کی سمع و اطاعت ازبس ضروری ہے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا، وہ خوب جانتا ہے اور حالات سے باخبر ہے، اس کے پاس آسمانوں اور زمین کی چابیاں ہیں، وہ اپنے ابا جان ﷺ سے ملنے کیلئے تیاری کرنے لگیں۔ ان لمحات میں جبکہ مختلف خیالات کا ایک طوفان برپا تھا۔ ایک ایسی خاتون نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ بٹانے کا حوصلہ کیا جس سے یہ توقع ہی نہیں کی جا سکتی کیونکہ اس خاتون کا باپ، چچا اور بھائی جنگ بدر میں قتل کر دیے گئے تھے اور جنگ بدر کو گزرے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ لیکن اس کی جوانمردی، حوصلے اور جرأت مندی کی بات تاریخ کا حصہ بن گئی۔ لوگوں کے سینوں میں یہ بات محفوظ ہو گئی اس خاتون کا کردار ہی کچھ اس نوعیت کا تھا کہ اسے یاد رکھا جائے۔ یہ خاتون ہند بنت عتبہ تھی۔ یہ قریش کی بڑی دانشمند اور بلند مرتبہ خاتون تھی۔ باوجود اس کے کہ ہند بنت عتبہ اور رسول اللہ ﷺ کے مابین شدید اختلافات تھے،

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن هند معاملات کو کریمانہ نگاہ سے دیکھتی تھی۔ اسے یہ معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ ہجرت کا ارادہ رکھتی ہیں۔ وہ رات کی تاریکی میں جب لوگوں کی چہل پہل بند ہو گئی، رات کا سناٹا چھا گیا، تو وہ زینب رضی اللہ عنہا کے گھر گئی اور انھیں اپنے تعاون کی پیش کش کرتے ہوئے کہنے لگی: اے محمد ﷺ کی بیٹی زینب! مجھے پتہ چلا ہے کہ تم یہاں سے جا رہی ہو اور اپنے ابا جان سے ملنا چاہتی ہو، کیا یہ بات ٹھیک ہے؟ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے بڑے احتیاط اور خوف زدہ انداز میں جواب دیا: آپ کو کس نے بتایا کہ میں یہ ارادہ رکھتی ہوں؟ ہند نے بڑے پرسکون لہجے میں کہا: اے میرے چچا کی بیٹی! مجھے جھٹلانا نہیں، اگر تجھے کوئی ضرورت ہے، سفر میں مال و متاع یا کسی چیز کی ضرورت ہے تو مجھے بلا روک ٹوک بتا دے۔ اگر میں تیرے کسی کام آسکتی ہوں تو مجھ سے شرمانا نہیں، مردوں کی باتوں کا اثر عورتوں تک نہیں پہنچنا چاہیے۔ میں تیرے چچا کی بیٹی ہوں، میرا حق بنتا ہے کہ ایسے وقت میں تیری مدد کروں۔ (1)

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو محسوس ہوا کہ ہند بنت عتبہ سچ کہہ رہی ہے۔ وہ اس غرض سے میرے پاس آئی کہ میری مدد کرے۔ مال و دولت اور خیر خواہی اور مشورے سے نوازے لیکن زینب رضی اللہ عنہا بہت زیادہ محتاط تھیں، انھوں نے نہایت خوبصورت انداز میں اس کی طرف سے تعاون کی پیش کش کا شکریہ ادا کیا اور اس کے قابل رشک حوصلے کی داد دی اور صرف اس بات کا مطالبہ کیا کہ ابھی تک اس خبر کو صیغہ راز میں رکھے، خاموشی اختیار کرے اور کسی کو نہ بتائے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جب پوری طرح تیار ہو گئیں تو ان کے خاوند کا بھائی کنانہ بن ربیع آیا اور انھیں اونٹ پر سوار کیا، اس نے اپنی کمان اور ترکش پکڑی پھر دن کے وقت اونٹ کو ہانکتا ہوا سفر پر روانہ ہوا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا محمل میں بیٹھی ہوئی تھیں قریش مرد اور عورتیں اس موضوع پر باتیں کرنے لگے اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ پھر وہ اس کی تلاش میں جلدی سے نکلے اور اسے وادی ذی طویٰ میں جا گھیرا۔ سب سے پہلے وہاں ہبار بن اسود بن مطلب اور نافع بن عبد عمرو پہنچے، ہبار نے جائے ہودج میں نیزہ مارا جس سے سیدہ زینب زخمی ہو گئیں اور خون بہنے لگا۔ اس کا دیور کنانہ بن ربیع زمین پر بیٹھا اپنی ترکش سامنے رکھ لی اور اس میں سے تیر نکال کر اپنے سامنے پھیلا لیے اور ان میں سے ایک ایک تیر کمان میں رکھ کر باری باری

---

(1) مجمع الزوائد (۹/ ۲۱۴، ۲۱۵)، نساء من عصر النبوۃ (۲/ ۳۳۹)، طبری (۲/ ۴۳)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاروں طرف چلانے لگا اور ساتھ ہی دھمکی دیتے ہوئے اس نے کہا: خبردار! جو بھی ہمارے قریب آیا اسے میں چھلنی کر دونگا، پھر نہ کہنا یہ کیا ہو گیا۔ لوگ خوفزدہ ہو کر الٹے پاؤں بھاگنے لگے، پھر ابوسفیان بن حرب بہت سے قریشیوں کو ساتھ لے کر آیا۔ اس نے کنانہ سے کہا ذرا تیر اندازی روکیے، ہم آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ کنانہ ابوسفیان کی بات سن کر رک گیا، ابوسفیان آگے بڑھا اور کنانہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا، اس نے کہا تم نے اچھا نہیں کیا، تمھارا یہ اقدام درست نہیں تو اس خاتون کو دن کے وقت سب کے سامنے اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہو رہا ہے حالانکہ تو ہماری مصیبت اور دکھ کو جانتا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ کل اس کے باپ نے ہمارا کیا حشر کیا ہے، لوگ یہ خیال کر رہے ہیں کہ اگر تو اس کی بیٹی کو اس کے باپ کے پاس اعلانیہ لے کر روانہ ہو گا تو ان کیلئے بڑی ذلت کا مقام ہے۔ اسے ہماری کمزوری اور بزدلی سمجھا جائے گا، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے ذاتی طور پر کوئی اعتراض نہیں کہ یہ اپنے باپ کے پاس کیوں جا رہی ہے اور نہ ہی کوئی غرض ہے اور نہ ہی ذاتی طور پر اس سے کوئی بدلہ لینا مقصود ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ آج تم واپس گھر لوٹ جاؤ، جب چھل پہل ختم ہو جائے لوگ یہ باتیں کرنے لگیں کہ ہم انھیں واپس موڑ لائے ہیں تو چپکے سے رات کی تاریکی میں روانہ ہو جانا اور اسے اس کے باپ کے پاس چھوڑ آنا۔ اس سے نہ تجھ پر کوئی حرف آئے گا اور نہ ہمارے لیے کوئی مشکل پیش آئے گی، اس طرح سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی بچ جائے گی۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جسم سے بہنے والے خون کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئیں، کنانہ بن ربیع سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو لے کر گھر کی طرف واپس ہو گیا تا کہ ان کی زندگی کو کوئی خطرہ نہ پیش آ جائے۔ ابوسفیان اور اس کے ساتھی بھی خوش ہو جائیں۔ قوم مکہ کی جانب لوٹ گئی، واپس آتے ہوئے ہند بنت عتبہ ان سے ملی، ہبار نے زینب کو جو نیزہ مار کر زخمی کیا اس کا اسے پتہ چل گیا تھا۔ ابوسفیان کی بیوی ھند کو اس بات کا بڑا رنج تھا، اس نے انھیں پھر بہت برا بھلا کہا اور ساتھ ہی لڑائی میں ان کی بزدلی کا طعنہ دیا۔ اور انھیں عار دلاتے ہوئے کہا کہ لڑائی کے دوران تم بھیگی بلی بن جاتے ہو اور اگر کوئی خاتون اپنے باپ سے ملنے کے لیے سفر پر روانہ ہو تو بڑے سورمے اور بہادر بن جاتے ہو، لاکھ لعنت ہے تمھارے اس رویے پر۔ ساتھ ہی ان کی مذمت کرتے ہوئے موقع محل کے مطابق یہ شعر پڑھا:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَخِی السِّلْمِ اَمْیَارًا، جَفَاءً وَغَلْظَةً
وَفِی الْحَرْبِ اَشْبَاهُ النِّسَاءِ الْعَوَارِكِ

''امن میں وحشی گدھے جفا کار اور سخت گیر ہو جاتے ہو۔ اور لڑائی میں حائضہ عورتوں کی مانند بن جاتے ہو۔''

''تف ہے تمھاری زندگیوں پر افسوس ہے تمھاری ان جوانیوں پر۔''

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا چونکہ اس وقت حاملہ تھی، نیزہ لگنے کی وجہ سے خون بہہ گیا اور گھر واپس آتے ہوئے حمل ضائع ہو گیا، [2] جس کی وجہ سے کمزوری اور بیماری لاحق ہو گئی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا چند دن گھر ہی میں رہی یہاں تک کہ جسم میں قدرے توانائی آئی۔ اتنے عرصے میں قریشیوں کی چیخ و پکار اور بدمعاشوں کا ہجرت کے بارے میں شور وغوغا تھم گیا۔ تب کنانہ بن ربیع نے انھیں اونٹ پر سوار کیا اور سفر پر روانہ ہو گیا۔ اس دفعہ اس نے راز داری سے سفر اختیار کیا تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے اور دوسری دفعہ راستے میں رکاوٹ پیدا نہ کی جا سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو العاص کو مدینہ منورہ سے آزاد کرنے کے تقریباً ایک سال بعد زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کو روانہ کیا اور انھیں یہ کہا کہ تم فلاں مقام پر پڑاؤ کرنا، زینب رضی اللہ عنہا وہاں سے گزرے گی، اسے اپنے ساتھ لے کر میرے پاس مدینے آ جانا، [1] یہ واقعہ جنگ بدر سے تقریباً ایک سال بعد وقوع پذیر ہوا۔ زید بن حارثہ اور ان کے انصاری ساتھی رضی اللہ عنہما روانہ ہوئے اور اس مقام پر پہنچ کر انتظار کرنے لگے جہاں ان کو حکم دیا گیا تھا۔ کنانہ بن ربیع رات کے وقت اونٹ کو ہانکتا ہوا وہاں پہنچا اور سیدہ زینب کو زید بن حارثہ اور انصاری ساتھی رضی اللہ عنہم کے سپرد کیا اور اس نے بتا دیا کہ ہبار نابکار نے انھیں زخمی کر دیا تھا اور قریشیوں نے راستہ روک لیا تھا۔ اور اس نے موقع مناسبت کی وجہ سے یہ شعر کہے:

عَجِبتُ لِهَبَّارٍ وَاَوْبَاشِ قَوْمِهِ
يُرِيْدُوْنَ اِخْفَارِیْ بِبِنْتِ مُحَمَّدٍ

---

[1] مجمع الزوائد (۹/ ۲۱۵)، تاریخ الطبری (۲/ ۱۳۴)، تاریخ الاسلام للذہبی (المغازی:ص۶۹)۔

[2] مجمع الزوائد (۹/ ۲۱۲)۔

[1] تاریخ الاسلام للذہبی (ص:۶۹)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَسْتُ أُبَالِیْ مَا بَقِیْتُ حُجَمَهُمْ
إِذَا اجْتَمَعَتْ یَوْمًا یَدِیْ بِمُهَنَّدٍ

''مجھے ہبار اور اس کی قوم کے اوباشوں پر تعجب ہوا وہ دختر محمد ﷺ کے حوالے سے مجھے پشیماں کرنا چاہتے تھے۔ مجھے اس وقت تک کوئی پروا نہیں جب تک ان کے مقابلے میں رہوں۔ جس دن تک ہندوستانی لوہے کی تلوار میرے ہاتھ میں جمی رہے۔''①

دونوں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو لے کر چلے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کا استقبال کیا جو صحیح سالم دارالاسلام مدینہ منورہ میں پہنچ گئیں اور آپ کو اس بات کا علم ہوا جو ہبار بن اسود کی وجہ سے انھیں تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ رسول اللہ ﷺ کو ہبار اور اس کے ساتھی نافع کے گھناؤنے جرم پر بڑا غصہ آیا اور آپ نے اس موقع پر اپنے صحابہ سے یہ فرمایا کہ یہ دونوں جہاں بھی ملیں انھیں قتل کر دیں۔②

بخاری شریف میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے جو مندرجہ بالا مؤقف کی تائید کرتی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر کو روانہ کیا جس میں میں بھی تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنْ لَقِيتُمْ هَبَّارَ بْنَ الْأَسْوَدِ وَنَافِعَ بْنَ عَمْرٍو فَأَحْرِقُوهُمَا))

''اگر تم ہبار بن اسود اور نافع بن عمرو کو ملو تو ان دونوں کو آگ میں جلا دو۔''

ان دونوں نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول کو زخمی کیا تھا، جب وہ اپنے گھر سے مدینہ منورہ جانے کے لیے روانہ ہوئی تھیں اور اس زخم کا اثر مرتے دم تک رہا۔ پھر آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

((إِنْ لَقِيتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُعَذِّبَ بِعَذَابِ اللّٰهِ))③

---

① منح المدح لابن سیر الناس (ص:۲۱۳)۔

② مجمع الزوائد (۹/ ۲۱۲)، مستدرك حاكم (۴/ ۴۳)، سير اعلام النبلاء (۲/ ۲۴۷)، السيرة النبوية (۱/ ۶۵۴)۔

③ بخاری کتاب الجهاد باب لا يعذب بعذب الله ح: (۳۰۱۶)، سنن الترمذی کتاب السير باب ماجاء فى النهى رقم الحديث (۱۵۷۱)، سنن ابی داؤد رقم الحديث (۲۶۷۳)، مسند احمد رقم الحديث (۸۰۰۷)، دارمی رقم الحديث (۲۳۵۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”جب تم ان دونوں کو ملو تو ان کو قتل کرو۔ کیونکہ کسی کیلئے یہ مناسب نہیں کہ وہ کسی کو اللہ کے عذاب جیسا عذاب دے۔“

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ میں اپنے ابا جان صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کے زیر سایہ اقامت پذیر ہوئیں، انھیں باپ کی شفقت اور دونوں بہنوں ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی محبت میسر آئی۔ تیسری بہن رقیہ رضی اللہ عنہا اس وقت فوت ہو گئی تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے واپس ہوئے تھے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ میں تقریباً چھ سال رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے خاوند ابو العاص رضی اللہ عنہ کے سینے میں دین اسلام قبول کرنے کے لیے انشراح پیدا کر دیا۔ اس کے اسلام قبول کرنے کی داستان بھی بڑی دلچسپ ہے اور اس میں زیادہ تر حصہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ہے۔ یہ واقعی اس عظیم خاتون کی کرامت ہے اور اس کے جذبوں کی عملی تعبیر ہے۔ آیئے اب ہم آپ کو یہ دلچسپ داستان سنانے کی سعادت حاصل کرتے ہیں، اب ہم ان مبارک لمحات میں اس خانہ نبوی کے زیر سایہ ہیں جس کے رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آلائش سے پاک کر دیا ہے۔

زینب رضی اللہ عنہا کی عزت افزائی اور ان کے خاوند کا اسلام قبول کرنا

ایک عورت کی عزت اس کی شخصیت اور سیرت کو اجاگر کرتی ہے، اس کے ظاہر و باطن پر اثر انداز ہوتی ہے، ایک عورت کا حق ہے کہ اسے نگرانی اور حفاظت میسر آئے اور اسے ایسی عزت حاصل ہو جو اس کی آزادی کی ضامن ہو۔ دختر رسول علیہ السلام کو اسلام نے یہ حق دیا اور اس کا اظہار اس وقت ہوا جب انھوں نے اپنے خاوند ابو العاص رضی اللہ عنہ کو پناہ دی تھی۔ تب اللہ نے اس کی بصیرت کو کھول دیا اور اسے نعمت ایمان سے سرفراز کیا۔ اور وہ مدرسہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شہسوار بنا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہجرت کر جانے کے بعد ابو العاص رضی اللہ عنہ طویل عرصے تک شرک پر ہی قائم رہا اور تجارت کرتا رہا۔ فتح مکہ سے پہلے تاجر کی حیثیت سے وہ شام کی طرف روانہ ہوا۔ یہ ایک ایسا شخص تھا جس کے پاس لوگ اپنی امانتیں رکھتے تھے۔ اس کے ساتھ قریش کا مال و متاع اور ساز و سامان تھا شام کے سفر میں اسے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی یاد آئی اور اس نے ان کی یاد میں یہ شعر کہے:

وَذَكَرتُ زَينَبَ لَمَّا وَرَّكَتْ أَرَمَا
فَقُلتُ سُقْيًا لِشَخْصٍ يَسْكُنُ الْحَرَمَا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِنتُ الْاَمِیْنِ جَزَاھَا اللّٰہُ صَالِحَۃً
وَکُلُّ بَعلٍ سَیَثْنِیْ بِالَّذِیْ عَلِمَا ①

''اور میں نے زینب رضی اللہ عنہا کو یاد کیا جب ارما اونٹنی بیٹھ گئی، میں نے کہا پانی پینا ہے ایسے شخص سے جو حرم کا رہنے والا ہے۔الامین نبی علیہ السلام کی نیک بیٹی اللہ انھیں جزائے خیر عطا کرے، ہر خاوند وہی تعریف کرتا ہے جو وہ جانتا ہے۔''

ابو العاص رضی اللہ عنہ شام پہنچا، اس نے اپنا مال بیچا اور بہت نفع کمایا۔ جب وہ اپنی تجارتی مہم سے واپس پلٹا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سو ستر افراد پر مشتمل لشکر ملا۔جس کے امیر سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے، زید اور ان کے ساتھیوں نے قریش کے تجارتی قافلے کو روک لیا، قافلے کے آدمیوں نے محسوس کیا کہ وہ اپنا دفاع نہیں کر سکیں گے۔ انھوں نے اپنے آپ کو اور مال کو لشکر اسلام کے سپرد کر دیا۔ ان کے پاس صفوان بن امیہ کی کثیر تعداد میں چاندی تھی۔ مسلمانوں نے قافلے میں جو کچھ بھی تھا اپنے قبضے میں لے لیا اور قافلے کو اپنے آگے لگا لیا لیکن ابو العاص رضی اللہ عنہ بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے مال غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا، آپ نے وہ مال ان کے درمیان تقسیم کر دیا۔ ابو العاص رضی اللہ عنہ رات کی تاریکی میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ گیا اور اس سے پناہ طلب کی تو انھوں نے پناہ دے دی اور اس نے دوسرا مطالبہ یہ کیا کہ اپنے ابا جان سے کہیں کہ وہ سارا مال مجھے واپس کر دیں کیونکہ یہ مال لوگوں کا ہے، انھوں نے وعدہ کر لیا کہ میں یہ خیر کا کام بھی کرونگی۔ مدینہ منورہ کی فضا میں نماز فجر کیلئے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کی آواز گونجی، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے کیلئے نکلے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے مسلمان خاموشی سے آپ کے پیچھے صف آراء ہوئے، جب نماز شروع ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا اچانک زینب رضی اللہ عنہا کی آواز مسجد میں گونجی، آواز عورتوں کے چبوترے سے آ رہی تھی اور وہ یہ کہہ رہی تھی: ②

---

① مستدرك حاكم (۴/ ۴۴)، السمط الثمين (ص:۱۸۴)، عيون الاثر (۲/ ۳۶۵)، منح المدح (ص:۲۸۴، ۲۸۵)۔

② مجمع الزوائد (۹/ ۲۱۳)، تاريخ الطبری (۲/ ۴۴)، الكامل لا بن الاثر (۲/ ۱۳۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگو!...... میں نے ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کو پناہ دے دی ہے۔ [1] جب نماز پوری ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا، اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ فرمایا کہ مجھے اس بات کا علم نہیں ہے البتہ ادنیٰ مسلمان بھی پناہ دینے کا حق رکھتا ہے پھر حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے گھر تشریف لے گئے، تا کہ ان سے اصل معاملے کا پتہ چلائیں۔ آپ نے بیٹی سے کہا: جس کو آپ نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔ سب مؤمن دوسروں کے معاون ہیں ان کا ادنیٰ آدمی بھی پناہ دے سکتا ہے۔ [1] سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے ابا جان سے عرض کی: آپ ابو العاص رضی اللہ عنہ کا مال بھی واپس لوٹا دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سن کر تھوڑی دیر خاموش رہے پھر آپ نے بیٹی کو حکم دیا کہ جب تک ابو العاص مشرک ہے وہ آپ کے قریب نہیں آ سکتا۔ فرمایا: بیٹی! اسے عزت و تکریم سے رہنے کی اجازت تو دے سکتی ہیں لیکن شرعی حکم کے مطابق اب آپ اس کیلئے حلال نہیں۔ [2] سیدہ زینب رضی اللہ عنہا مسلمان تھیں اور ابو العاص مشرک تھا۔ وہ ابھی تک بت پرستی پر قائم تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مؤمنات کا مشرکین کے ساتھ نکاح حرام قرار دے دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور لشکر سے ان صحابہ کو بلایا جنھوں نے ابو العاص رضی اللہ عنہ کا مال اپنے قبضے میں لیا تھا۔ ان سے کہا جیسا کہ تم جانتے ہو کہ یہ شخص ہم میں سے ہے، ہمارا عزیز ہے، تم نے اس کا مال لیا اگر آپ لوگ اس کا مال واپس کر دیں تو میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ یہ میری دلی خواہش ہے۔ اگر تم مال واپس کرنے سے انکار کرتے ہو تو یہ اللہ کا تم پر انعام ہے اور تم اس مال کے حق دار ہو۔ سب نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم یہ مال اسے واپس لوٹا دینا چاہتے ہیں۔ تو سب نے اس کا مال واپس کر دیا، کسی نے اس میں سے ایک پائی بھی اپنے پاس باقی نہیں رکھی۔ تھوڑا یا بہت سب کچھ اسے واپس کر دیا۔ ابو العاص رضی اللہ عنہ قریش کا مال تجارت لے کر واپس لوٹا اس طرح وہ قریش کو ان کی امانتیں لوٹانے کے قابل ہو سکا، اور یہ ایسے وقت میں ہوا جبکہ قریش اور مسلمانوں کے درمیان بڑے ہنگامی حالات پائے جاتے تھے۔ مال تجارت میں سے کوئی چیز بھی ضائع نہیں ہوئی۔ اسے وافر مقدار میں عزت نصیب ہوئی، وقار ملا، چونکہ وہ وفادار اور دیانت دار تھا اس لیے اس نے ہر ایک کو اس کا مال سپرد کیا۔ پھر قریش سے مخاطب ہو کر اعلان کیا: اے خاندان قریش! کیا تم

---

[1] مسند احمد (۴/ ۱۹۷)، (۲/ ۳۶۵)۔

[2] مجمع الزوائد (۹/ ۲۱۶)، درالسحابة (ص:۲۸۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے کسی کا مال میرے پاس ہے؟ اگر کسی کا کچھ ہو تو بتا دے، تا کہ میں اسے لوٹا دوں۔ سب نے کہا: اللہ آپ کو جزائے خیر عطا کرے، ہم نے آپ کو وفادار اور معزز پایا ہے۔ اس کے بعد ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ اور حق کی گواہی دی۔ قریش یہ سن کر ان کے پاس اکٹھے ہوئے انھوں نے بڑے اطمینان دل اور سکون کے ساتھ مسکراتے ہوئے کہا:

((اَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ))

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔''

پھر کہا: اے خاندان قریش! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس سے پہلے صرف اس لیے مسلمان ہونے کا اعلان نہیں کیا کہ تم کہو گے کہ ہمارا مال ہڑپ کرنے کیلئے اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اب جبکہ میں سب کے مال دے کر فارغ ہو چکا ہوں تو اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ [1]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدہ زینب اور ابو العاص رضی اللہ عنہما

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اپنے نور بصیرت سے دیکھ رہی تھیں کہ ان کے خاوند ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کی عقل و دانش خیر و بھلائی کی طرف راہنمائی کرے گی، نور الٰہی سے پھوٹنے والی فہم و فراست کی بناء پر انھیں یقین تھا کہ ابو العاص رضی اللہ عنہ کسی دن ضرور بت پرستی میں ملوث قریش سرداروں کے سامنے اسلام قبول کرے گا۔ بلا خوف و خطر اعلان کرے گا۔ انھوں نے اللہ کے نور سے روشنی حاصل کی اور اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کو محسوس کیا۔ وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ ابو العاص رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی نیت سے روانہ ہوئے۔ ان کے سینے میں انشراح تھا اور دل میں خوشی تھی، نفس مطمئن تھا اور عقل و دانش میں خوشنودی کی پرچھائیاں تھیں۔ ان کو نہ مال و دولت کا لالچ تھا نہ اقتدار کا اور نہ ہی کسی جاہ و حشمت کا۔ وہ تو

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۳۳)، الاستیعاب (۴/ ۱۲۶، ۱۲۸)، الاصابة (۴/ ۱۲۱، ۱۲۲)، مجمع الزوائد (۹/ ۲۱۶)، تاریخ الطبری (۲/ ۴۴) السمط الثمین (ص: ۱۸۵، ۱۸۶)، زادالمعاد (۳/ ۲۸۲)، سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۴۹)، السیرة النبویة (۱/ ۶۵۷، ۶۵۸)، تاریخ الاسلام للذهبی (المغازی ص: ۷۰)، مختصر تاریخ دمشق (۲۹/ ۴۶)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف اللہ تعالیٰ کی نعمت کے امیدوار تھے کہ اسے حاصل کر کے خوش ہو، انھوں نے ایمان کی حلاوت کا مزہ چکھ لیا تھا جس نے ایمان کا مزہ چکھا ہوا سے اس کی جگہ کوئی اور چیز پسند نہیں آ سکتی۔ ابو العاص مہاجر کے روپ میں چلے جا رہے تھے۔ ان کے وجدان میں روشن افکار کی قندیلیں ٹمٹما رہی تھیں۔ انھوں نے اسلام کو بڑے غور وخوض کے بعد قبول کیا تھا۔ انھوں نے وراثت میں ملنے والی اندھی جاہلیت سے دامن چھڑا کر پوری آزادی کیساتھ اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا تھا۔ ابو العاص رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں پہنچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا رخ کیا۔ مسلمانوں نے خوش آمدید کہتے ہوئے ان کا استقبال کیا۔ ان کا استقبال بالکل اسی طرح کیا جیسے اللہ کی طرف ہجرت کرنے والوں کا استقبال کیا جاتا ہے۔ ان کی ہجرت بھی اللہ اور اس کے رسول کی طرف تھی۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو سب لوگوں سے بڑھ کر خوشی تھی کہ ان کے خاوند ابو العاص رضی اللہ عنہ ایمان کی طرف پلٹے ہیں، وہ مدینہ منورہ پہنچتے ہیں اور وہ اہل ایمان کے آنگن میں داخل ہوئے ہیں، وہ رشد و ہدایت حاصل کرنے والوں میں شامل ہوگئے ہیں۔ ابو العاص رضی اللہ عنہ ماہ محرم ۷ھ ہجری کو مہاجر کی حیثیت میں مدینہ منورہ پہنچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا کو جو کہ ان کی خالہ کی بیٹی بھی تھیں پہلے نکاح کی بنیاد پر ہی ان کی طرف لوٹا دیا۔

اصحاب سنن نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو کئی سال کے بعد پہلے نکاح کی بنیاد پر ابو العاص رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹا دیا اور نیا مہر نہیں باندھا۔ [1] ابو العاص رضی اللہ عنہ دولت، تجارت، امانت، بہادری، جرأت، صداقت اور اخلاص کے اعتبار سے اپنی قوم کے چیدہ گنتی کے افراد میں سے تھے۔ وہ بعثت سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد بنے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انھیں اپنی بیٹی کیلئے بحیثیت

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب الی متی ترد علیه رقم الحدیث (۲۲۴۰)، سنن الترمذی کتاب النکاح باب ماجاء فی الذوجین المشرکین رقم الحدیث (۱۱۴۳)، ابن ماجه رقم الحدیث (۲۰۰۹)، دارقطنی (ص:۳۹۶)، مستدرك حاکم (۲/ ۲۰۰)، (۳/ ۲۳۹، ۳۲۷)، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث (۱۲۶۴۴)، السیرة النبویة (۱/ ۶۵۸، ۶۵۹)، طبقات ابن سعد (۸/ ۳۳)، زادالمعاد (۵/ ۳۴)، تاریخ الاسلام المغازی (ص:۷۰)، الاصابة (۴/ ۳۰۶)، السمط الثمین (ص:۱۸۶)، اسدالغابة (۶/ ۱۳۱)، تاریخ الطبری (۲/ ۴۴)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند منتخب کیا۔ نبی کریم ﷺ نے انھیں داماد بنانے میں رضا مندی ظاہر کی۔ وہ ازدواجی زندگی میں تمام لوگوں سے بڑھ کر شریف الطبع، معزز اور وفادار ثابت ہوئے۔ دیکھئے کتنے معزز گھرانے کا داماد بننا انھیں نصیب ہوا، نبی کریم ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔اس رشتے پر سب خوش تھے، رسول اللہ ﷺ بہت مطمئن تھے۔آپ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا انھیں اپنے لیے بہت بڑی نعمت سمجھتی تھیں، ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ بھی ہر طرح سے خوش تھے۔اور وہ محور کی حیثیت اختیار کیے ہوئے تھے۔ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے ان پر شفقت اور محبت کا ہاتھ رکھا۔آپ نے بعثت سے پہلے ہی انھیں اپنا داماد بنالیا تھا لیکن بعثت کے طویل عرصے بعد انھیں ہدایت نصیب ہوئی۔آپ نے ہر طرح سے ان کا خیال رکھا، وفاداری کا بدلہ وفاداری کی صورت میں دیا۔ ازدواجی رشتے کا خاص خیال رکھا۔ جب وہ اور ان کا تجارتی مال لشکر اسلام کے قبضے میں آیا تو انھیں سب مال واپس لوٹا دیا جس کی وجہ سے وہ مکہ میں سر اٹھا کر داخل ہونے کے قابل ہوئے اور سب کی امانتیں لوٹانے کے بعد سب کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا انھوں نے اعلان کر دیا۔ تمام قریش مکہ انگشت بدنداں رہ گئے۔ وہ عرصہ دراز سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق عالیہ سے متاثر تھے۔انھوں نے اپنی خالہ کی بیٹی کو ایک وفادار رفیقہ حیات کے روپ میں دیکھا جس کی وجہ سے اس کی طبیعت اسلام کی طرف مائل ہوگئی۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی بیٹی ابو العاص رضی اللہ عنہ کی طرف صلح حدیبیہ کے زمانے میں لوٹائی۔ جب انھوں نے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کیا۔ جبکہ آپ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا بعثت سے پہلے ہی اسلام قبول کر چکی تھیں۔

ان کے لیے یہ ہیئت

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور ابو العاص عرصہ دراز تک جدا جدا رہنے کے بعد پھر اکٹھے ہو گئے۔ اگر ابو العاص پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی تو قریب تھا کہ وہ بھٹک جاتے، دونوں مؤمن میاں بیوی تقریبا چھ سال کی طویل جدائی کے بعد ملے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہجرت کرنے اور ابو العاص رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے درمیان چھ سال کا عرصہ پایا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی محبت میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند نبوت کے ادب سے فیض یاب ہوتے رہے۔ اور صاف وشفاف چشمے سے سیراب ہوتے رہے، ابو العاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مسجد نبوی میں حاضر ہوتے اور علم و معرفت حاصل کرتے اور جو گزشتہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایام میں علمی و عملی نقصان ہو چکا تھا اسے پورا کرنے کی کوشش کرتے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو بیماری لاحق ہو چکی تھی۔ اور جسم کے اندر کئی قسم کی دردیں ڈیرا جمائے ہوئے تھیں۔ چند سال سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بدستور بیماری کی مشقت جھیل رہی تھیں لیکن وہ اس بات پر خوش تھیں کہ ان کے خاوند جہالت کی تاریکیوں سے نور کی طرف نکل آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کے راستے پر چل کھلے ہیں۔ ①

۸ھ ہجری کا آغاز ہوا کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اس دنیائے فانی کو خیر باد کہا اور اللہ کریم کے ہاں جنت میں جا بسیں۔ ان کی وفات اسی بیماری کی وجہ سے ہوئی جو انھیں اس اذیت کی بنا پر لاحق ہوئی جو مدینہ منورہ کی ہجرت کرتے وقت دی گئی تھی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ۸ھ ہجری کے آغاز میں وفات پائی۔ ان کی جدائی نے ان کے خاوند کے دل پر گہرا زخم لگا دیا۔ ② ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد وہ دنیائے فانی سے کوچ کر گئیں، اس طرح وہ ایک سال کا عرصہ ہی ساتھ رہے لیکن یہ ایک سال خیر و برکت سے بھرپور ثابت ہوا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر مدینہ منورہ میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ لوگ آخری آرام گاہ تک پہنچانے کیلئے جمع ہو گئے۔ اس موقع پر جلیل القدر صحابیہ ام عطیہ انصاریہ ③ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو غسل دینے اور کفن پہنانے کا فریضہ سرانجام دینے کیلئے تشریف لائیں۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں: جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو طاق تعداد یعنی تین یا پانچ مرتبہ غسل دینا اور آخر میں کافور استعمال کرنا یا کافور جیسی کوئی اور خوشبو لگانا، جب تم انھیں غسل دے لو تو مجھے بتا دینا۔ جب ہم نے انھیں غسل دے دیا تو آپ نے ہمیں اپنی چادر عنایت کی اور فرمایا کہ یہ انھیں پہنا دو۔ ④

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ہم زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل

---

① سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۵۰)، المواهب الدنية (۲/ ٦٠)۔

② قرطبی (۱۴/ ۲۴۲)، تاریخ الطبری (۹۲/ ۱۴۴)، الکامل لا بن الاثیر (۲/ ۲۲۹)۔

③ نساء من عصر النبوة (۱/ ۱٦۷، ۱۷۷)۔

④ صحیح البخاری کتاب الجائز باب غسل المیت رقم الحدیث (۱۲۵۴، ۱۲۵۸)، صحیح مسلم کتاب الجائز باب فی غسل المیت رقم الحدیث (۹۳۹)، ابوداؤد رقم الحدیث (۳۱۴۲)، ابن ماجه ح: (۱۴۵۸)، ترمذی رقم الحدیث (۹۹۰)، نسائی رقم الحدیث (۱۸۸۱)، مسند احمد رقم الحدیث (۲٦۰۳۴)، موطا امام مالك رقم الحدیث (۴٦۵)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینے لگیں تو اس دوران آپ نے ہمیں فرمایا: ان کی دائیں طرف سے آغاز کرنا اور وضوء کے اعضاء کو دھونا، ① رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی میں نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر جنت البقیع کی طرف انھیں اٹھا کر لے گئے۔ ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ دفن کرنے کے بعد اپنے گھر کی طرف لوٹے، گھر میں داخل ہوئے تو وہاں قبرستان کی مانند خاموشی تھی۔ دن کی روشنی کے باوجود تاریکی دکھائی دے رہی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ گھر میں زندگی کے کسی قسم کے آثار نہیں پائے جاتے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا دنیائے فانی سے کوچ کر گئیں جو ان کے گھر کی رونق، دل کا سرور، روح کا چین اور گھریلو زندگی کی دلچسپیوں کا گہوارہ تھیں۔ انھیں یہ محسوس ہوا کہ ان کے دل میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی یادوں کی خوشبو ہمیشہ کے لیے رچی بسی ہوئی ہے، انھیں یاد کرتے ہوئے اس ہار کی طرف گئے جو انھیں شادی کے موقع پر خالہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا اور زینب رضی اللہ عنہا نے وہ قیمتی ہار مجھے چھڑانے کیلئے مدینہ منورہ بھیج دیا تھا۔اور رسول اللہ ﷺ نے جب اسے دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔ ہائے! یہ جدائی کتنی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا دل ٹوٹ گیا، ان کی زندگی میں زینب رضی اللہ عنہا ہی ہر چیز تھیں۔ وہی ان کی امیدوں کی دنیا تھی، غم نے ان کو نڈھال کر رکھا تھا، اگر گھر میں بیٹی امیمہ نہ ہوتی تو انھیں زندگی گزارنا مشکل ہو جاتی۔ امیمہ کی چہل پہل نے ان کے غم کو قدرے ہلکا کیا۔ ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں زندگی بسر کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی بہت تعریف کی تھی۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

((حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي))

''اس نے مجھ سے بات کی تو سچ بولا اور مجھ سے وعدہ کیا تو پورا کیا۔'' ②

ابوالعاص رضی اللہ عنہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد چار سال زندہ رہے۔ یہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ذی الحجہ ۱۲ ہجری کو فوت ہوئے۔

---

① السمط الثمین (ص:۱۸۷)۔

② صحیح البخاری کتاب فرض الخمس باب ماذکر من درع النبی ﷺ رقم الحدیث (۳۱۱۰)، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة باب فضائل فاطمة بنت النبی ﷺ رقم الحدیث (۲۴۴۹)، سنن ابی داؤد رقم الحدیث (۲۰۶۹)، ابن ماجه رقم الحدیث (۱۹۹۹) مسند احمد رقم الحدیث (۱۸۱۵۳)، الاصابة (۴/ ۱۲۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تھی رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی معطر زندگی کی چند خوشگوار جھلکیاں۔

مجھے امید ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی بڑی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی سوانح حیات قلم بند کر کے اپنے لیے سعادت کا سامان اکٹھا کیا ہے۔ یہ خاتون واقعی نبوی ہار کا ایک نادر اور قیمتی موتی تھیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کی دیگر بیٹیوں کے حالات زندگی بھی اسی طرح قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ پاکیزہ لوگوں کے حالات زندگی کو قلم بند کرنا یا بیان کرنا واقعی دلوں کو راحت اور سکون بہم پہنچانے کا باعث بنتا ہے۔ خواتین اہل بیت کے حالات زندگی پوری دنیا کی خواتین کے لیے مشعل راہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ عَمَلاً صَالِحًا يُقَرِّبُنَا اِلَيْكَ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اَنْ تُلْهِمَنَا الصَّوَابَ وَتَجْعَلَ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رُشْدًا

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

❁❁❁

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواتین اہل بیت

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ

رسالت مآب ﷺ کی مطہرہ بیٹی کی پرنور سیرت کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے مکہ معظّمہ میں شادی کی۔
- سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں پہلے حبشہ اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی سعادت حاصل کی۔
- اللہ تعالیٰ کے احکام پر صبر و تحمل سے عمل پیرا ہونا اس کے مثالی کردار کا حصہ تھا۔
- سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں میں سب سے پہلے مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔
- یہ ۲ ہجری کو اپنے باپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں غزوہ بدر کے بعد فوت ہوئیں۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کا نور

پیغام نبوت کی صبح طلوع ہوتے ہی ابتدائی لمحات میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بیٹیوں کا دل ایمان کی روشنی سے جگمگا اٹھا۔ ان کی تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے ہوئی جو خود اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں پروان چڑھے تھے۔ آپ نے اللہ کے نور اور اس کی ہدایت کو حاصل کیا اور اللہ کے کلمے کو ساری دنیا تک پہنچایا۔ قریشی خواتین کی صفوں میں سے اسلام نے ایک خاتون کو منتخب کیا تا کہ وہ نادر اور قیمتی ہار کا موتی بنے اور اس پاکیزہ خاندان نبوی کا چمکتا ہوا موتی بنے جس کے رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آلائش سے پاک صاف کر دیا تھا۔ چشمِ فلک نے دیکھا کہ اس موتی نے اس قیمتی ہار میں جگہ پائی جس پر نور الٰہی کا فیض عام تھا۔ یہ تھیں سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ الھاشمیہ رضی اللہ عنہا۔ [1]

کیا آپ نے ان کے صبر کی داستان سنی؟ کیا آپ کو ان کے ایمان، ہجرت اور جہاد کی داستان کا علم ہوا؟ یہ داستان نہایت ہی دلچسپ، پرلطف اور دلآویز ہے۔ دل اس کو سننے کی خواہش کرتا ہے اور کان اس کی سماعت سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں اور زبان اس داستان کی حلاوت سے اپنے حصے کی شیرینی حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اور خاص طور پر جب

---

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۳۶، ۳۷)، المعارف (ص:۱۲۵، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۵۳، ۱۵۸، ۱۹۲، ۱۹۸)، المعرفة والتاريخ (۳/ ۱۵۹، ۱۶۲، ۱۶۳)، مستدرك حاكم (۴/ ۴۶، ۴۸)، الاستيعاب (۴/ ۲۹۲، ۲۹۶، اسدالغابة (۶/ ۱۱۳، ۱۱۵)، السمط الثمين (ص:۱۸۷، ۱۸۹)، مجمع الزوائد (۹/ ۲۱۶، ۲۱۷)، الاصابة (۴/ ۲۹۷، ۲۹۶)، سير اعلام النبلاء (۲/ ۲۵۰، ۲۵۲)، المجتبى (ص:۴۲)، انساب الاشراف (۱/ ۱۲۳، ۱۹۹، د۲۱۲)، المواهب اللدنية (۲/ ۶۱، ۶۲)، الكامل ابن الاثير (۲/ ۴۰، ۷۶، ۱۳۰، ۱۳۷، ۱۷۶)، العقد الفريد (۴/ ۲۸۵)، تاريخ الطبرى (۱/ ۵۲۱، ۵۴۶، ۵۴۷)، دلائل النبوة للبيهقى (۷/ ۲۸۲، ۲۸۳)، تفسير القرطبى (۱۴/ ۲۴۲)، نسب قريش (ص:۲۱)، درالسحابة (ص:۲۸۳)، المغازى (۱/ ۱۰۱، ۱۱۵، ۱۵۴)، مختلر تاريخ دمشق (۱۶/ ۱۱۰)

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرہ، رسول اللہ ﷺ کی نورِ چشم سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا ہو۔ تو پھر داستان کی خوشگواری میں شک ہی کیا باقی رہ جاتا ہے۔

پہلے ہم تفصیل کے ساتھ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوانح حیات بیان کر چکے ہیں، وہ کس قدر معطر، خوشبودار، پرلطف اور سحر انگیز تذکرہ تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نے زیادہ تر اپنی والدہ کی عادات کو اپنایا اور اسلام کے آغاز ہی سے ان کے قول وعمل کو اپنے لیے مشعل راہ بنایا اور اپنی کی زندگی کے آخری لمحات تک ان کے نقش قدم پر چلنا اپنے لیے باعثِ سعادت سمجھا۔ جب میں نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی کا مطالعہ شروع کیا تو مجھے محسوس ہوا کہ اعلیٰ اخلاقی قدروں اور ایمانی جذبوں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ وہاں ایمان و عمل کا ایک خزانہ پوشیدہ دکھائی دیا۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرنا زندگی کا مقصد وحید بنا ہوا دیکھا۔ میں نفسیاتی طور پر بار بار ان روحانی خزانوں کے پاس آ کر ٹھہرا جو انسان کو درہم و دینار بلکہ دنیا بھر کے مال و دولت سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے سب کے سب خزانے روحانی تھے، دنیاوی مال و متاع رکھنے والے ان تک نہیں پہنچ سکتے اگر وہ اپنا سارا مال خرچ کر کے بھی وہاں تک پہنچنا چاہیں تو اپنی اس کوشش میں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جس نے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کی ہو ان کے ساتھ زندگی گزارنے کا روحانی لطف اٹھایا ہو۔ وہ زندگی کی ان بلندیوں پر پہنچ جاتے ہیں جہاں درہم و دینار کے ذریعے نہیں پہنچا جا سکتا۔ آیئے نیک لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا لطف اٹھائیں اور علم و عمل کے میدان میں ان کی سیرت سے خوشہ چینی کریں اور ہر زمان و مکان میں اسے اپنی زندگی کیلئے مشعل راہ بنائیں۔

انعام الٰہی کی جھلکیاں

اس میں کوئی شک نہیں کہ عنایات الٰہی خانہ نبویؐ پر سایہ فگن تھیں۔ اور انعامات الٰہی کے جھونکے خانہ نبویؐ میں رہنے والوں پر برکات کی برکھا برسا رہے تھے۔ جن کو اللہ تعالیٰ ہر قسم کی آلائش سے پاک کر دے وہ ان کے ساتھ ہمیشہ خیر و بھلائی کا سلوک کرتا ہے اور مشیت الٰہی کے مطابق انھیں عمدہ طعام عطا کیا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی اس لخت جگر نور چشم رقیہ رضی اللہ عنہا کو اللہ کریم نے اعلیٰ و ارفع اخلاقیات سے نوازا، ان کی یہ خوبیاں جوانی سے لے کر زندگی کے آخری لمحات تک رہیں۔ سیرت، سوانح اور طبقات کی کتابوں میں مذکور ہے کہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب

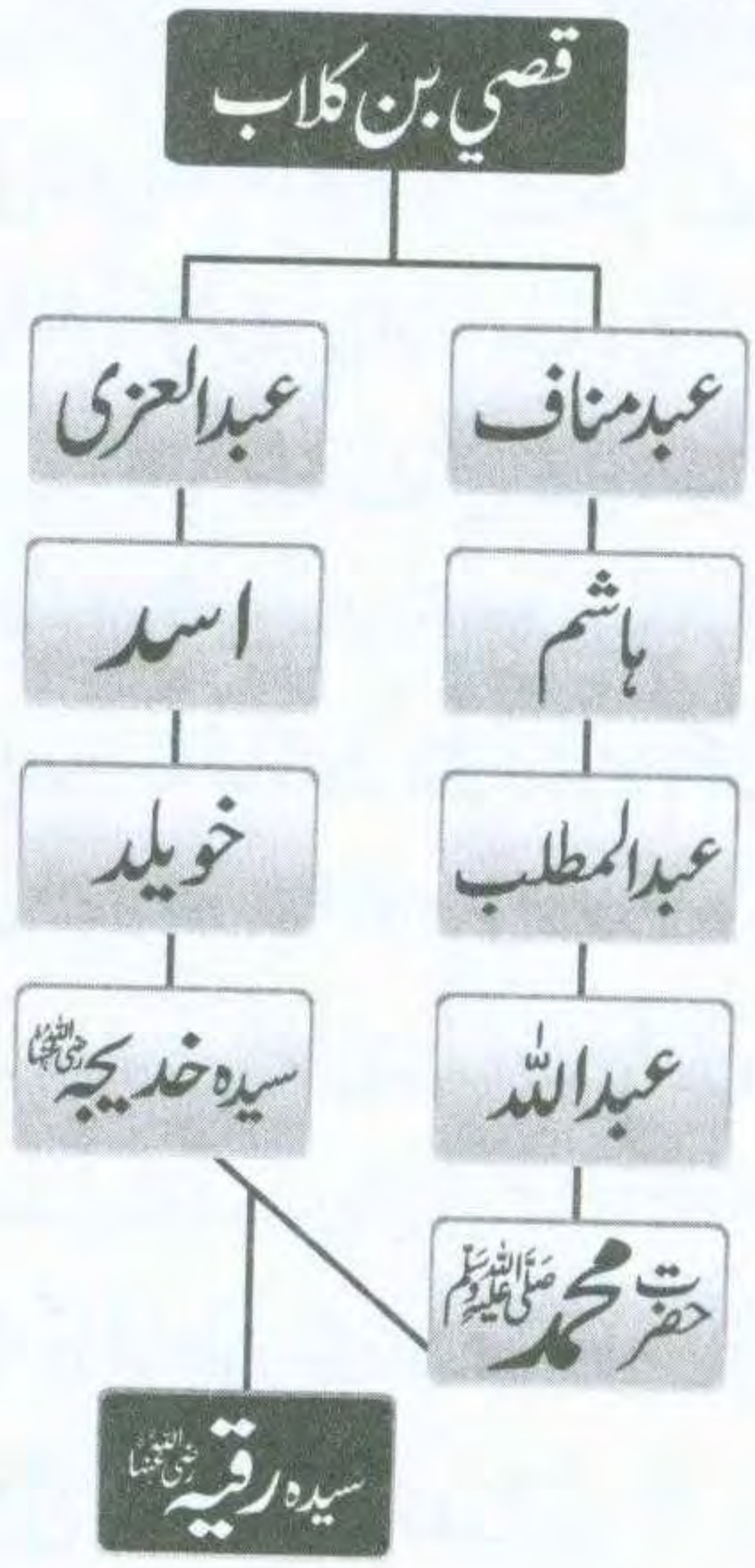

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد

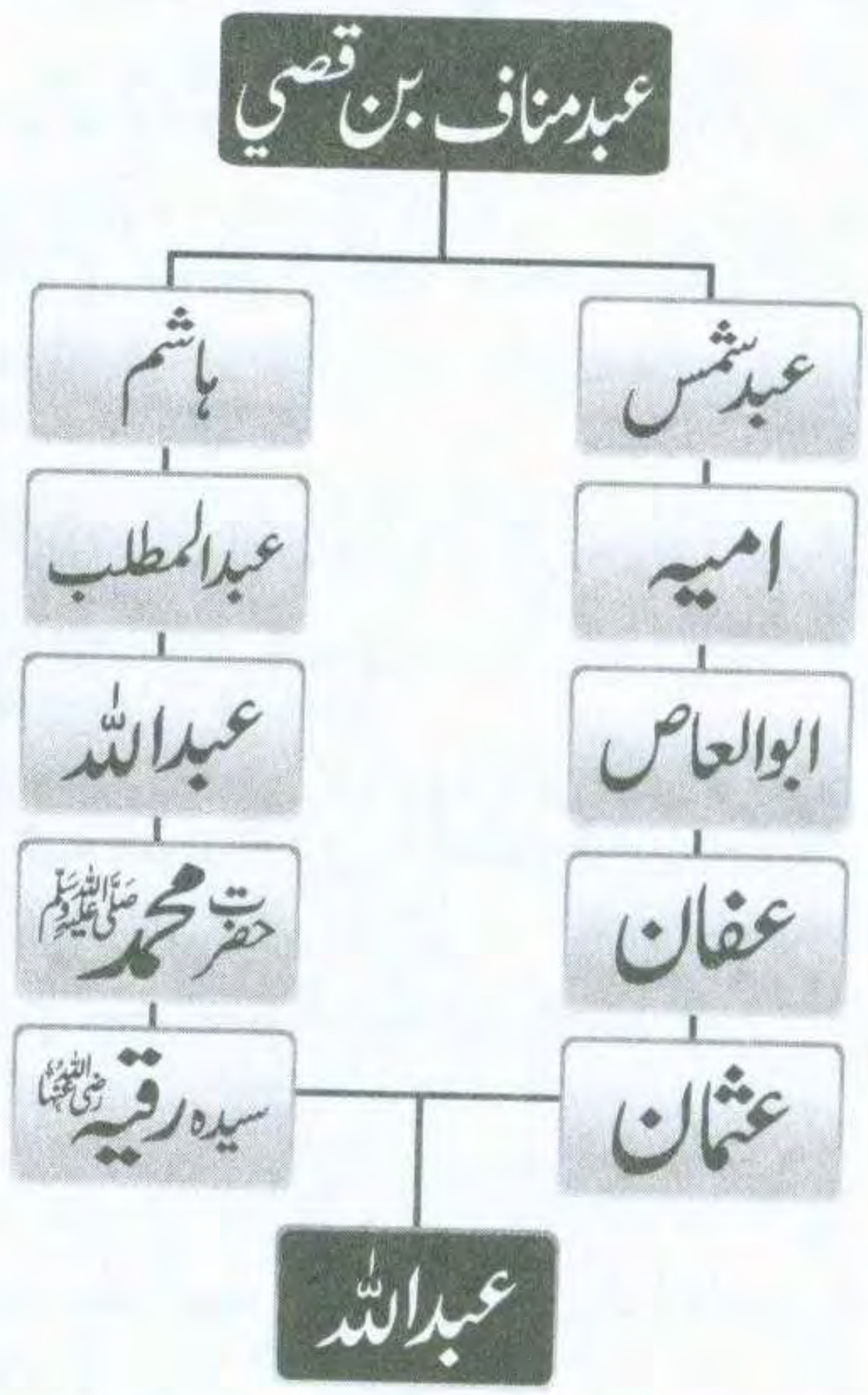

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان سے ایک بیٹا عبداللہ پیدا ہوا جو کہ چھ برس کی عمر میں وفات پا گیا۔ اسی بیٹے کے نام سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ابو عبداللہ کہلاتے تھے۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے عتبہ بن ابی لہب نے شادی کی اور ان کی بہن ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے عتبہ کے بھائی عتیبہ بن ابی لہب کی شادی ہوئی، لیکن اللہ تعالیٰ نے خانہ نبویؐ کو ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل بنت حرب کے چنگل سے آزاد کرا دیا۔ تقدیر نے فضا سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے حق میں ہموار کر دی، [1] وہ اس طرح کہ ابولہب کا بیٹا شادی سے دستبردار ہو گیا۔ آیئے ہم ان لمحات کی روئیداد سنتے ہیں جن میں انعامات الٰہیہ کی برکھا خانہ نبوی پر برسی اور ان انعامات نے آخر دم تک خانہ نبوی کو اپنے گھیرے میں لیے رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خفیہ طور پر اسلام کی دعوت دینا شروع کی، جن مردوں، عورتوں اور بچوں کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا کی انھوں نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندے کی طرف یہ وحی کی:

﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ ﴾ (الشعراء: ۲۶/ ۲۱۴ تا ۲۱۷)

''اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ اور ایمان لانے والوں میں سے جو لوگ تمھاری پیروی کریں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ لیکن اگر وہ تمھاری نافرمانی کریں تو ان سے کہہ دو کہ جو کچھ تم کرتے ہو میں اس سے بری الذمہ ہوں اور اس زبردست اور رحیم پر توکل کرو۔''

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا اور اپنے رب کا حکم نافذ کرنے میں کمربستہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ ﴾ (الحجر: ۱۵/ ۹۴)

''اے نبی! جو تمھیں حکم دیا جا رہا ہے اسے ڈنکے کی چوٹ کہہ دو اور شرک کرنے والوں کی ذرا پروا نہ کرو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں نے آپ کو یہ نصیحت کی کہ ابولہب کو دعوت نہ دینا تاکہ وہ آپ کی بیٹی رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ کہیں اس کے جذبات نہ بھڑک پڑیں، وہ جانتا نہیں کہ کس موقع پر کیا بات کرنی ہے۔ اس کی بیوی ام جمیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

[1] المبشرون بالنار (۲/ ۱۳۹، ۱۵۲)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹیوں کی زندگی میں کہیں زہر نہ گھول دے۔ ابولہب اور اس کی اولاد ام جمیل کے ہاتھ میں کھلونے ہیں، وہ انھیں اپنی انگلیوں پر نچاتی رہتی ہے۔ وہ دوسروں کی خیر و بھلائی دیکھ کر آپے سے باہر ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی تبلیغ شروع کر دی اور اپنے رشتہ داروں کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ میں پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کو وعظ و نصیحت کروں۔ وہ اپنے رشتہ داروں کیلئے کسی خلافت کے مالک نہیں ہیں اور نہ آخرت میں ان کو کوئی حصہ دلا سکتے ہیں دنیا و آخرت میں خلافت حاصل کرنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیں، ان کی دنیا بھی بن جائے گی اور آخرت بھی۔ اس موقع پر ابولہب بڑے غرور سے کھڑا ہوا، حماقت، جنون اور غصے کے جذبات سے مغلوب ہو کر کہنے لگا: آج کا دن تیرے لیے تباہی و بربادی کا باعث ثابت ہو۔ ابولہب اپنے گلے میں لعنتوں کا طوق ڈال کر واپس چلا گیا لیکن رشتہ داروں کی آنکھیں اسے حقارت سے دیکھنے لگیں، ایک قریبی نے اس سے کہہ ہی دیا کہ اے ابولہب یہ تو نے کیا کہہ دیا!!؟ اگر محمد ﷺ اپنی بات میں سچا ہوا تو پھر؟ ابولہب نے یہ بات سنی مذاق اور حقارت آمیز انداز میں کہا: اگر محمد ﷺ اپنی بات میں سچا ہوا تو میں اپنے مال اور اولاد کو قربان کر دوں گا۔

ابولہب اپنے گھر واپس چلا گیا اور اپنی بیوی ام جمیل کو جا کر بتانے لگا کہ اس کے بھائی کے بیٹے نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ نے اس کے ذمے یہ کام لگایا ہے کہ وہ لوگوں کو اندھیروں سے روشنیوں کی طرف نکال کر لے جائے۔ ام جمیل بھی اپنے خاوند ابولہب کے ساتھ مل کر مذاق اڑانے لگی۔ حالات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ام جمیل کا دل کینے اور بغض سے بھرا ہوا تھا، بے وفائی اور دھوکہ دہی نے اس کے دل پر ڈیرے جما رکھے تھے، غصے نے اس کی شخصیت کو گدلا کر رکھا تھا، وہ کینے اور برائی کی پوٹلی بن چکی تھی۔ اس کی خودستائی اور انانیت اس کے رگ و ریشے میں رچ بس چکی تھی۔ وہ اپنے علاوہ کسی دوسرے کو بہتر حالات میں دیکھ نہیں سکتی تھی، کسی کو خیر و بھلائی میں دیکھ کر اس سے برداشت نہیں ہوتا تھا۔ وہ کینے اور بغض کی آگ کو اپنی انتڑیوں میں گردش کرتے ہوئے محسوس کر رہی تھی، خاص طور پر جب بھی اس کی قوم طاہرہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تعریف کرتی تو اسے سن کر آگ لگ جاتی۔ جب بھی لوگ ان کی تعریف کرتے اور ان کے اعلیٰ و ارفع اخلاق کا اچھے الفاظ میں ذکر کرتے تو وہ آپے سے باہر ہو جاتی۔ اگر اسے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ اسے حاسد اور کینہ پرور کہنے لگیں گے تو

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اعلانیہ طور پر گالم گلوچ کرنے سے بھی نہ کتراتی، بلکہ ہر شخص کو گالی دیتی جو ایمان کے آنگن میں داخل ہوتا۔

شیطان نے اس کے دل میں اور زیادہ کینے کی آگ بھر دی، اس نے دل ہی دل میں سیدنا محمد ﷺ سے انتقام لینے کیلئے آپ کی بیٹیوں پر نظر گاڑ دی، اس نے سوچا کہ رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما چونکہ میرے قبضے میں ہیں کیوں نہ ان کو ستایا جائے، یوں ان کے باپ سے انتقام لیا جائے۔ اگرچہ اس کے انتقام کا اثر اس کے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ پر ہوگا لیکن وہ ہر صورت اپنے کینے کا اظہار کرنا چاہتی تھی۔ یہ اس کی دلی رغبت تھی۔ اس کا خیال یہ تھا کہ وہ اس طرح دعوت محمدیہ ؐ کے راستے میں رکاوٹ کھڑی کر سکتی ہے۔ لہٰذا اس نے اپنے دل میں ایک مکر وفریب کا منصوبہ طے کر لیا۔ اس نے زہریلے سانپ کی طرح قریش کے گھروں میں چکر لگانا شروع کر دیا۔ وہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو گالیاں دیتی پھرتی تھی۔ اور وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بے نقط سنا رہی تھی، تاکہ اپنے کینے کی آگ ٹھنڈی کرے بلکہ اپنے دل کے سرطان پر مرہم لگا سکے۔ وہ کافروں فاجروں کو ان کے خلاف بھڑکا رہی تھی جنھوں نے تمام معبودوں کو چھوڑ کر ایک معبود کا تصور دیا تھا، بلکہ انھوں نے اپنے متعلق یہ خیال کر لیا تھا کہ آسمان سے ان کے ساتھ بات کی جاتی ہے۔

ام جمیل نے ہر جگہ اپنے زہریلے اثرات چھوڑنے شروع کیے اس نے اپنے خبث باطن کے اظہار پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ وہ لوگوں کو دعوت اسلام کے مقابلے میں کھڑا ہونے اور اس کو جڑ سے اکھاڑنے کیلئے تیار ہونے پر ابھارتی، کیونکہ یہ دعوت انسان کو بھائی، ماں باپ، بیوی اور اولاد سے جدا کرنے کا باعث بن رہی تھی۔ گھر گھر میں اس سے فتور پیدا ہو چکا تھا، جب وہ جگہ جگہ فتنے کا بیج بونے کیلئے چکر لگانے کے لیے اور فساد کی آگ بھڑکانے سے قدرے فارغ ہوتی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے راستے میں رکاوٹ کھڑی کرنے کیلئے ایندھن اکٹھا کرنا شروع کر دیتی یہ اس کے بخل کی دلیل تھی جو اس کی جبلت اور عادت کا حصہ بن چکا تھا۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر قرآن نازل ہو رہا تھا، قرآن میں ایسی آیات بھی نازل ہوئیں جن میں ام جمیل کا گھناؤنا کردار طشت از بام کیا گیا اور اس بنت حرب کے خاوند ابو لہب کی خرمستیوں اور بے ہودگیوں کو بھی آشکار کیا گیا۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ○ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ○ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ○ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ○ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ○﴾ (سورہ اللھب: ۱۱۱/ ۱ تا ۵)

''ٹوٹ گئے ابولہب کے ہاتھ اور نامراد ہوگیا وہ، اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا وہ اس کے کسی کام نہ آیا، ضرور وہ شعلہ زن آگ میں ڈالا جائے گا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی، جو لگائی بجھائی کرنے والی ہے اس کی گردن میں مونجھ کی رسی ہوگی۔''

اس موقع پر عنایات الٰہیہ کا خانہ نبویؐ پر ورود ہوتا جن کی برکت سے خواتین اہل بیت ہر قسم کی برائی سے محفوظ ہو جاتی ہیں اور ہر اس ناگوار صورتحال سے محفوظ ہو جاتی ہیں جس سے ایمان کی صفائی اور چمک دمک میں گدلا پن پیدا ہوتا ہے، جس سے دلوں پر میل آتی ہے، اللہ نے رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما پر یہ نوازش کی اور اپنا کرم کیا کہ یکے بعد دیگرے ان کو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حبالۂ عقد میں آنے کا شرف حاصل ہوا۔ جبکہ انھیں ابولہب کے دونوں بیٹوں نے طلاق دے کر فارغ کر دیا تھا۔ دختران رسول صلی اللہ علیہ وسلم رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کی شادی ان کے چچا ابولہب کے دو بیٹوں سے ہوئی تھی۔ جب سورۂ لہب (تبت یدا ابی لھب) نازل ہوئی اور اس کا چرچا مکہ معظمہ میں عام ہوگیا بلکہ تمام دنیا میں اس کی شہرت ہوگئی، لوگ اس سورۃ کو لے کر ابولہب اور ام جمیل کی طرف گئے۔ ان دونوں کے چہروں پر غم واندوہ کی پرچھائیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ دونوں بڑے غصے میں تھے، دونوں نے اپنے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے کہا: دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گالی دی ہے ہم تو کسی کو منہ دکھلانے کے قابل نہیں رہے، ندامت سے ہمارے سر جھک گئے ہیں۔ پھر ابولہب نے بڑے غصے سے اپنے بیٹے عتبہ سے کہا: تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو طلاق دے دو۔ ان نے اسی وقت انھیں طلاق دیدی۔ [1] عتیبہ نے غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا: میں ان کے باپ کے سامنے جا کر اس کے رب کے بارے میں ایسی باتیں کہوں گا جن سے اس کو دلی تکلیف اور صدمہ پہنچے۔ عتیبہ بن ابی لہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔

[1] المعارف (ص:۱۴۲)، مجمع الزوائد (۹/ ۲۱۶، ۲۱۷)، تاریخ الطبری (۲/ ۴۳)، تفسیر القرطبی (۱۴/ ۲۴۲)، المواھب اللدنیة (۲/ ۶۱)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کو برا بھلا کہا اور آپ کی بیٹی کو طلاق دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر اسے یہ بددعا دی:

((اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ))

''الٰہی اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط کر دے۔''

رسول اللہ ﷺ کی یہ دعاء قبول ہوگئی۔عتیبہ ایک دن ملک شام کی طرف جا رہا تھا، دوران سفر شیر نے اس پر حملہ کیا اور اسے چیر پھاڑ کر کھا گیا۔ ①

سیدہ رقیہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما

ام جمیل بنت حرب اور ابولہب کا خیال تھا کہ رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کو طلاق دینے سے خانہ محمدیؐ میں ایک بھونچال آ جائے گا یا آپ ﷺ کو یہ دونوں بری طرح کمزور کر دیں گی لیکن اللہ تعالیٰ نے رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کے بھاگ جگا دیئے۔ام جمیل اور ابولہب دونوں بدبخت ہاتھ ملتے رہ گئے۔ وہ اپنے منصوبے میں بری طرح ناکام ہوئے، اللہ تعالیٰ نے خانہ نبوی کو ان کے شر سے بچا لیا۔ اللہ کی کرنی ہو کر رہتی ہے۔ ادھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قریش خاندان کے ایک مالدار، خوبصورت، عزت دار اور رعب دار چشم و چراغ تھے۔ ان کے کانوں میں اللہ رب العالمین علیم و بصیر کی عبادت کے بارے میں آواز پڑ ہی تھی ادھر قریشی سرداروں سے وہ سن رہے تھے کہ سیدنا محمد ﷺ نے اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی ابولہب کے بیٹے عتبہ سے کر دی ہے۔ رقیہ بلاشبہ حسن و جمال کی پیکر تھیں۔ ان کے دل میں یہ حسرت پیدا ہوئی کہ وہ عتبہ سے فوقیت کیوں نہ حاصل کر سکا۔ یہ تو ایک عظیم شرف تھا جس سے اسے محروم ہونا پڑا۔ انہی خیالوں میں غلطاں و پریشان عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنے گھر پہنچے، وہاں ان کی خالہ سعدیٰ بنت کریز بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ ان کی والدہ آزفری بنت کریز کی ہمشیرہ تھی۔ ② یہ اپنی قوم میں علم نجوم اور علم رمل کے حوالے سے مشہور و معروف تھی۔ جب اس نے اپنی ہمشیرہ کے بیٹے عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حسین و جمیل سرخ و سفید رنگ اور گھنگریالے بالوں والا ایک سجیلا اور کڑیل جوان ہے تو اس نے دیکھتے ہی یہ شعر پڑھے:

أَبْشِرْ وَ حُيِّيتَ ثَلَاثًا تَتْرٰى
ثُمَّ ثَلَاثًا وَ ثَلَاثًا أُخْرٰى

---

① المعارف (ص:۱۲۵)۔ ② نساء منعصا لنبوة (۱/ ۱۵۹، ۱۶۶)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ بِأُخْرٰى كَى تَتِمَّ عَشْرًا
أَتَاكَ خَيْرٌ وَوُقِيتَ شَرًّا
أُنْكِحْتَ وَاللّٰهِ حِصَانًا زَهْرًا
وَأَنْتَ بِكْرٌ وَلَقِيتَ بِكْرًا
وَافَيْتَهَا بِنْتَ عَظِيمٍ قَدْرًا
بَنَيْتَ أَمْرًا قَدْ أَشَادَ ذِكْرًا

''اے عثمان! خوش ہو جا تجھے سلام ہو تین مرتبہ اور تین مرتبہ پھر تین مرتبہ۔ پھر ایک مرتبہ تا کہ پورے ہو جائیں دس، تمہیں خیر و بھلائی نصیب ہو اور شر سے بچا لئے جاؤ۔ اللہ کی قسم! تیری شادی نہایت ہی حسین و جمیل خاتون سے ہوئی تم بھی کنوارے تھے اور تجھے بیوی بھی کنواری نصیب ہوئی۔ ایک عظیم الشان ہستی کی بیٹی تیرے حبالہ عقد میں آئی جس کا ذکر رہتی دنیا تک ہوتا رہے گا۔''

عثمان نے اس کی باتوں پر تعجب کیا اور کہا: خالہ آپ یہ کیا کہتی ہیں؟ اس نے پھر یہ کہنا شروع کیا:

عُثْمَانُ يَا عُثْمَانُ يَا عُثْمَانُ
لَكَ الْجَمَالُ وَلَكَ اللِّسَانُ
هٰذَا نَبِيٌّ مَعَهُ الْبُرْهَانُ
أَرْسَلَهُ بِحَقِّهِ الدَّيَّانُ
وَجَاءَهُ التَّنْزِيلُ وَالْفُرْقَانُ
فَاتْبَعْهُ لَا تَغْتَالُكَ الْأَوْثَانُ

''عثمان اے عثمان! تیرے لیے حسن و جمال اور تیرے لیے ہے زبان۔ یہ نبی ہے اس کے پاس دلیل ہے۔ اللہ نے اس کو برحق رسول بنا کر بھیجا۔ اس کے پاس قرآن اور فرقان آیا۔ اس کی پیروی کر، تجھے بت دھوکے میں مبتلا نہ کر دیں۔''

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے تعجب میں اضافہ ہوا اور وہ اپنی خالہ کی باتیں سن کر حیرت زدہ ہوئے اور ان سے کہنے لگے: خالہ جان! جو آپ باتیں اشارے کنائے سے کر رہی ہیں ذرا ان

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وضاحت بھی کریں، تو اس نے یہ کہا:

((مُحَمَّدُ بنُ عَبْدُاللّٰهِ، رَسُولُ مِن عِندِاللّٰهِ، جَاءَ بِتَنزِيلِ اللّٰهِ يَدعُوبِهِ اِلَى اللّٰهِ، مِصبَاحُهُ مِصبَاحٌ وَدِينُهُ فَلَاحٌ، وَأَمرُهُ نَجَاحٌ))

''محمد بن عبداللہ، اللہ کی جانب سے رسول ہیں، آئے اللہ کا قرآن لے کر، وہ دعوت دیتے ہیں اس کے ذریعے اللہ کی طرف، اس کا چراغ تو حقیقت میں چراغ ہے اس کا دین کامیابی ہے، اور اس کا حکم کامرانی ہے۔'' یہ کہا اور اپنے گھر چلی گئی۔ سعدی کی باتیں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دل پر اثر انداز ہوئیں۔ وہ اپنی خالہ کی باتوں پر غور و فکر کرنے لگے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان دنوں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ وہ ان کے پاس آئے، اس وقت وہاں کوئی بھی نہیں تھا، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آ کر بیٹھ گئے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں سوچوں میں گم دیکھا تو انھوں نے پوچھا: کیا بات ہے بڑے فکر مند دکھائی دے رہے ہو، خیر تو ہے؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے جو کچھ اپنی خالہ سعدی بنت کریز سے سنا تھا وہ سب کچھ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتا دیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: عثمان! بڑے افسوس کی بات ہے میری نظر میں تم بڑے محتاط اور زیرک آدمی ہو۔ باطل کے مقابلے میں حق تجھ سے مخفی نہیں رہ سکتا۔ بھلا یہ بت کیا حقیقت رکھتے ہیں! جن کی پوجا پاٹ ہماری قوم کرتی ہے۔ کیا یہ بہرے پتھر نہیں، نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں، نہ نقصان دے سکتے ہیں اور نہ نفع۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں سن کر کہا: ابوبکر! آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں تو یہ بت ایسے ہی ہیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تیری خالہ بنت کریز ٹھیک کہتی ہے۔ یہ اللہ کے رسول محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ نے انھیں رسول بنا کر اپنی مخلوق کی طرف بھیجا ہے، کیا آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی باتیں سننا چاہتے ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔

اب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنے ایمان قبول کرنے کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہاں سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کپڑا اٹھائے ہوئے موجود تھے۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو اس کے پاس تھوڑی دیر کیلئے کھڑے ہوئے اور اس کے کان میں سرگوشی کی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے عثمان! اللہ کی جنت کو قبول کیجیے۔ میں تیری طرف اور اللہ کی مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، سیدنا عثمان فرماتے ہیں

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی قسم! جب رسول اللہ ﷺ نے بات کی تو میں وہ اثر انگیز بات سن کر اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا۔ میں نے اسلام قبول کرلیا اور برملا یہ گواہی دی لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ۔

اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

پھر تھوڑے عرصے بعد میں نے سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شادی کر لی۔ یہ بات عام طور پر کہی جاتی تھی کہ یہ میاں بیوی کی جوڑی بہت خوب ہے۔ رقیہ اور عثمان رضی اللہ عنہما دونوں ہی بڑے خوبصورت ہیں۔ [1] سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے اور شادی کرنے کے حوالے سے ان کی خالہ سعدیٰ بنت کریز کہتی ہیں:

هَدَى اللّٰهُ عُثْمَانًا بِقَوْلِي إِلَى الْهُدٰى
وَاَرْشَدَهٗ وَاللّٰهِ يَهْدِيْ اِلَى الْحَقِّ
فَتَابَعَ بِالرَّأْيِ السَّدِيْدِ مُحَمَّدًا
وَكَانَ بِرَأْيٍ لَايَصُدُّ عَنِ الصِّدْقِ
وَأَنْكَحَهُ الْمَبْعُوْثُ بِالْحَقِّ بِنْتَهٗ
فَكَانَا كَبَدْرٍ مَازَجَ الشَّمْسُ فِي الْأُفُقِ
فَدَاؤُكَ يَا ابْنَ الْهَاشِمِيِّيْنَ مُهْجَتِيْ
وَاَنْتَ اَمِيْنُ اللّٰهِ اُرْسِلْتَ فِي الْخَلْقِ

''اللہ نے عثمان کو میرے کہنے پر ہدایت دی اور اس کی راہنمائی کی اور اللہ ہی حق کی ہدایت دیتا ہے۔ اس نے سیدھی رائے سے سیدنا محمد ﷺ کی پیروی کی، وہ رائے کی وجہ سے سچائی سے نہیں رکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا، وہ دونوں چودھویں کے چاند کی مانند ہیں جس نے افق میں سورج سے فیض پایا ہے۔ ہاشمی فرزند پر جاں نثار، تو اللہ کا امین ہے۔ تجھے مخلوق میں بھیجا گیا ہے۔''

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو ایک نیک صالح پاکیزہ طبیعت رفیق حیات سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی صورت میں میسر آیا۔ ان کے ہاں ایک بیٹے نے جنم لیا جس کا نام عبداللہ رکھا اور اسی وجہ سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ مشہور ہوئی۔ جب یہ بیٹا چھ سال کی عمر کا ہوا تو ایک

[1] الاستیعاب (۴/ ۳۲۰، ۳۲۱)، مختصر تاریخ دمشق (۱۶/ ۱۱۴، ۱۱۶)، تفسیر القرطبی (۱۴/ ۲۴۲)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرغے نے اس کی آنکھ میں چونچ ماردی جس سے چہرے میں ورم پیدا ہوا اور اسی سے اس کی موت واقع ہوگئی، اس کے بعد کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ ①

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور حبشہ کی طرف ہجرت

مسلمان اور ان کے سرفہرست سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ سب بڑی مصیبت میں مبتلا تھے قریش مکہ انھیں طرح طرح کی سزائیں دیتے تھے۔ آئے دن انھیں مختلف قسم کی تکالیف سے دوچار کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴾

(سورہ البروج: ۸۵/ ۸)

''اور نہیں انتقام لیا انھوں نے ان سے مگر اس بات پر کہ وہ ایمان لائے اللہ عزیز و حمید پر۔''

ان دنوں رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو اس مصیبت سے چھڑانے کی قدرت نہیں رکھتے تھے۔ ایک دن سیدہ رقیہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فاجر وفاسق کافروں کی سختیوں کا گلہ کرنے لگے۔ انھوں نے عرض کی کہ ہم قریش کی ایذا رسانی سے تنگ آ چکے ہیں۔ اتنے میں نو آموز مسلمانوں کا ایک گروہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ قریش مکہ کی تکلیف اور خاص طور پر ابوجہل کی ایذا رسانی سے ہمارا جینا دوبھر ہو چکا ہے۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انھیں مشورہ دیا کہ وہ سرزمین حبشہ چلے جائیں وہاں ایک نرم دل بادشاہ حکومت کرتا ہے، اس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا۔ پھر مسلمانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کشادگی پیدا کر دے گا۔ ② سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہجرت کی تیاری کرنے لگے۔ اور اپنے مادری وطن ام القریٰ مکہ معظّمہ کو چھوڑنے کیلئے تیار ہو گئے۔ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی لاڈلی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کو الوداع کہتے ہوئے آنسو بہانے لگیں کیونکہ ان کی بیٹی جدا ہو کر دور کے ملک جا رہی تھیں۔ لیکن سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے

① الاصابة (۴/ ۲۹۷)، سير اعلام النبلاء (۲/ ۲۵۱)، الاستيعاب (۴/ ۲۹۲، ۲۹۳)، المعارف (ص:۱۴۲)، تاريخ الطبرى (۲/ ۶۹۲)، تفسير القرطبى (۱۴/ ۲۴۲)، درالسحابة (ص:۲۸۳)۔

② المغازى النبوية للزهرى (ص:۹۶)۔

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے اپنے آپ کو تیار کر لیا تھا۔ اللہ کا نور ان کے وجود پر حاوی تھا، اللہ کی رضاء کی خاطر اپنے محبوب رشتہ داروں کی جدائی انھیں آسان لگتی تھی۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کبھی اپنے جگر کے ٹکڑے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھتی اور کبھی اپنے داماد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھتی، کوچ کرنے سے پہلے وہ دونوں کو جی بھر کر دیکھ لینا چاہتی تھیں۔ ان کا دل دھڑکا انھیں خیال آیا کہ میری بیٹی اتنے دور ملک میں کس طرح رہے گی لیکن یہ خیال اللہ کے احکامات کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے حوالے سے جلد ہی ختم ہو گیا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹیوں میں اللہ کی رضاء حاصل کرنے کیلئے ہر قسم کی قربانی دینے کا جذبہ پیدا کر دیا تھا۔

مہاجرین حبشہ کی طرف روانہ ہو گئے، ان کے آگے آگے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ وہ نجاشی کے پاس پہنچ گئے۔ اس نے مہاجرین کو خوش آمدید کہا اور رہنے کے لیے اچھی جگہ مہیا کی۔ وہ سب مسلمان ایک بہترین پڑوسی کے پاس تھے، ان کو کوئی تکلیف نہ تھی۔ وہ اپنے دینی شعائر امن اور سلامتی سے ادا کر رہے تھے۔ اس امن اور سلامتی کے باوجود سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا دل اپنے ماں باپ کو ملنے کے لیے بے تاب تھا لیکن مسافت بہت زیادہ تھی، البتہ روحوں کا خوابوں میں ملاپ ہو جاتا خواہ فاصلے کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں۔

حبشہ میں سیدہ رقیہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما کے رشتہ دار بھی موجود تھے۔ حالات و واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو مکہ واپس جانے کا سب سے زیادہ شوق تھا کیونکہ وہاں ان کے ابا جان حبیب کبریا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے اور ان کی امی جان جو خواتین عالم کی سردار اطہر الطاہرات اور صدیقہ کائنات تھیں، اور وہاں ہی اس کی مؤمن، پیاری اور پاکیزہ بہنیں زینب، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن بھی رہتی تھیں۔ یہ سب لوگ خانہ نبوی کی بنیاد تھے، اس لیے رقیہ رضی اللہ عنہا ان خبروں کا شدت سے انتظار کر رہی تھیں جو مکہ سے حبشہ آتی تھیں کہ وہ اہل خانہ اور اپنے پیاروں کی خیر خیریت کا سن کر اپنے شوق کی پیاس کو بجھا سکے۔

مکہ معظّمہ سے ایک صحابی تشریف لائے مسلمان حبشہ میں ان کے پاس جمع ہوئے وہ گمان لگا کر ان کے پاس بیٹھے تاکہ وہ کوئی ایسی خبر سنائے جو ان کے سینوں میں ٹھنڈ پیدا کر دے۔ اور وہ انھیں اس کی تفصیل بھی بتائے کہ حمزہ بن عبدالمطلب اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے کیسے اسلام قبول کیا؟ اور ان دونوں کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو کیسے غلبہ عطا

محکمہ دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ